ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۵ر ستمبر ۱۹۶۷ء
۱۰ر جمادی الثانی ۱۳۸۷ھ
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۰ لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : خَرَجَ مُعَاوِیَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَلٰی حَلْقَۃٍ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ : مَا اَجْلَسَکُمْ ؟ قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْکُرُ اللّٰہَ ، قَالَ : آللّٰہِ مَا اَجْلَسَکُمْ اِلَّا ذَاکَ ؟ قَالُوْا : مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذَاکَ ، قَالَ : اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفْکُمْ تُہْمَۃً لَکُمْ ، وَمَا کَانَ اَحَدٌ بِمَنْزِلَتِیْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقَلَّ عَنْہُ حَدِیْثًا مِّنِّیْ : اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰی حَلْقَۃٍ مِنْ اَصْحَابِہٖ فَقَالَ : مَا اَجْلَسَکُمْ ؟ قَالُوْا : جَلَسْنَا نَذْکُرُ اللّٰہَ وَ نَحْمَدُہٗ عَلٰی مَا ھَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ بِہٖ عَلَیْنَا ، قَالَ : " آللّٰہِ مَا اَجْلَسَکُمْ اِلَّا ذَاکَ ؟ " قَالُوْا : آللّٰہِ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذَاکَ - قَالَ : اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفْکُمْ تُہْمَۃً لَکُمْ وَلٰکِنَّہٗ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَاَخْبَرَنِیْ اِنَّ اللّٰہَ یُبَاھِیْ بِکُمُ الْمَلَائِکَۃَ " رَوَاہُ مُسْلِمٌ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔ کہ ایک روز حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد میں ایک حلقۂ (ذکر) کے پاس پہنچے تو امیر معاویہؓ نے دریافت کیا ، کہ تم یہاں کس وجہ سے بیٹھے ہو انہوں نے کہا ۔ کہ ہم ذکر الٰہی کے لئے بیٹھے ہیں حضرت معاویہؓ نے فرمایا خدا کی قسم ! تم کو اس چیز کے علاوہ یہاں اور کسی چیز نے نہیں بٹھلایا ۔ اُنہوں نے کہا ۔ کہ ہم صرف اسی لئے بیٹھے ہیں ۔ امیر معاویہؓ نے کہا کہ آگاہ ہو جاؤ میں نے کسی تہمت کی وجہ سے تم سے قسم طلب نہیں کی ، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کم نقل کرنے میں میرے مرتبہ میں اور کوئی شخص نہیں ہے ۔ اور ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ایک حلقہ میں تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا ۔ کہ تم کو اس جگہ کس چیز نے بٹھلایا ہے ، صحابہؓ نے عرض کیا ۔ کہ ہم اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنے کے لئے اور اس کی اس بات پر حمد و ثنا بیان کرنے کے لئے کہ اس نے ہم کو اسلام کی ہدایت کی اور ہم پر اس نے احسان کیا بیٹھے ہیں آپ نے فرمایا بخدا تمہارے یہاں بیٹھنے کی یہی وجہ ہے اُنہوں نے کہا بخدا ہم نہیں بیٹھے اس جگہ مگر اسی وجہ سے آپ نے فرمایا میں نے تمہیں کسی تہمت کی وجہ سے قسم نہیں دی ہے ۔ لیکن جبریل میرے پاس آئے اور بتایا ، کہ اللہ تعالیٰ تم سے فرشتوں پر فخر کرتے ہیں (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ، مَنْ قَالَ حِیْنَ یُصْبِحُ وَحِیْنَ یُمْسِیْ : سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ مِائَۃَ مَرَّۃٍ لَمْ یَاْتِ اَحَدٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَآءَ بِہٖ اِلَّا اَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ اَوْ زَادَ " رَوَاہُ مُسْلِمٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص نے صبح و شام سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ (یعنی اللہ پاک ہے اور اسی کی تعریف ہے) کہا تو قیامت کے دن اس شخص سے بہتر کسی کا عمل نہیں ہوگا مگر اس شخص کا کہ جس نے یہ کلمات اس کے برابر کہے یا اس سے زیادہ بار کہے (مسلم)

وَعَنْہُ قَالَ : جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا لَقِیْتُ مِنْ عَقْرَبٍ لَدَغَتْنِی الْبَارِحَۃَ قَالَ : اَمَا لَوْ قُلْتَ حِیْنَ اَمْسَیْتَ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ تَضُرَّکَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے ایک بچھو سے کیا ہی ایذا پائی ہے ۔ جس نے گزشتہ شب مجھ کو کاٹا ہے ، آپ نے فرمایا کہ اگر تو شام کے وقت ان کلمات کو کہتا (ترجمہ) کہ میں اللہ کے کلمات تامہ کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں ۔ ہر اس چیز کی برائی سے جو پیدا کی تو یہ بچھو...... تجھ کو ضرر نہ دیتا (مسلم)

وَعَنْہُ اَنَّ اَبَا بَکْرٍ الصِّدِّیْقَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : یَا رَسُوْلَ مُرْنِیْ بِکَلِمَاتٍ اَقُوْلُھُنَّ اِذَا اَصْبَحْتُ وَاِذَا اَمْسَیْتُ - قَالَ : قُلْ : اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ، رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ وَمَلِیْکَہٗ ، اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ ، اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ ، وَشَرِّ الشَّیْطَانِ وَ شِرْکِہٖ قَالَ : قُلْھَا اِذَا اَصْبَحْتَ وَاِذَا اَمْسَیْتَ ، وَاِذَا اَخَذْتَ مَضْجَعَکَ " رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ ، وَ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ کو کچھ ایسے کلمات بتا دیجئے جن کو میں صبح و شام پڑھا کروں ۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ دعا پڑھا کرو (ترجمہ) اے اللہ آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے اور ظاہر اور پوشیدہ امور کے جاننے والے ہر ایک چیز کے پروردگار اور مالک ! میں گواہی دیتا ہوں ۔ کہ کوئی معبود تیرے سوا عبادت کے لائق نہیں ہے میں تیرے ذریعہ اپنے نفس کی برائیوں سے اور شیطان کے شر سے اور اس کے شرک کرانے سے پناہ مانگتا ہوں ، آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان کلمات کو جب تم صبح کرو تب بھی کہہ لو ۔ اور جب شام کرو تب بھی اور جب اپنے بستر پر (لیٹنے کے) آؤ تب بھی کہہ لو (ابوداؤد و ترمذی) اور امام ترمذی نے کہا کہ حدیث حسن صحیح ہے ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ
لاہور
خدام الدین

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۳ | ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۸۷ھ بمطابق ۱۵ ستمبر ۱۹۶۷ء | شمارہ ۱۹

انسانیت کہاں ہے؟

۱۰ ستمبر کے اخبارات میں دو انتہائی افسوس ناک خبریں شائع ہوئی ہیں۔ ایک خبر میں بیان کیا گیا ہے کہ میو ہسپتال کے مین گیٹ کے قریب ایک نامعلوم خاتون نے سسک سسک کر دم توڑ دیا۔ وہ چند دنوں سے یہاں جان کنی کے عالم میں پڑی تھی اس کے پاؤں کے زخموں میں کیڑے پڑ چکے تھے۔ اور پورا جسم زرد ہو کر سوج چکا تھا۔ متوفیہ کے لواحقین غالباً اسے ہسپتال میں داخل کرانے کی امید پر یہاں لائے۔ لیکن جب مریضہ کی کسی وارڈ تک رسائی نہ ہو سکی تو وہ ناامید ہو کر اُسے فٹ پاتھ پر ڈال کر چلتے بنے۔ مریضہ کئی روز تک ہسپتال کے دروازے کے قریب پڑی رہی۔ بیسیوں ڈاکٹر اس کے قریب سے گذرے لیکن کسی نے بھی اُسے اٹھا کر ہسپتال کے اندر لے جانے اور اس کا علاج کرانے کی کوشش نہ کی۔

دوسری خبر لائلپور کی ایک معلّمہ پر مجرمانہ حملے کی روداد ہے۔ کہا گیا ہے کہ ایک معلمہ ریفریشر کورس میں شرکت کے بعد اپنی منزلِ مقصود کی طرف جا رہی تھی کہ چند پولیس والوں عبدالغنی وغیرہ نے اسے زبردستی اغوا کر کے اپنی ہوس کا نشانہ بنایا اور بعد میں اسے پتھر اور اینٹ کی طرح سڑک پر پھینک دیا۔ بدنصیب معلّمہ جب مدافعت سے عاجز ہو گئی تو اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھی۔

یہ دونوں خبریں نوعیّت کے اعتبار سے نہ ہی اچھوتی ہیں نہ حیرت انگیز۔ کیونکہ اخباروں میں اس قسم کے شرمناک اور انسانیت سوز واقعات پہلے بھی چھپتے رہتے ہیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ کتنی جانیں اس طرح ہسپتالوں کی سیڑھیوں پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر موت کی نیند سو چکی ہیں اور کتنی شریف ناموس اور عزتیں اس طرح ہوس و بہیمیّت کی بھینٹ چڑھ چکی ہیں۔ لیکن جس چیز کی طرف ہم بطورِ خاص قوم کی توجہّ مبذول کرانا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ متذکرہ بالا دونوں خبروں میں ایک طرف اگر انسانی ہمدردی کا کامل فقدان نظر آتا ہے تو دوسری طرف انسانیت کے ساتھ انتہائی شرمناک اور بہیمانہ سلوک ظاہر ہے۔ دونوں واقعات تہذیبی و اخلاقی ضابطے کے لحاظ سے نہایت گھناؤنے جرم ہیں۔ اور جس قوم کے افراد تحفّظ انسانیت کے احساس سے عاری ہو جائیں وہ قوم شکل و صورت کے اعتبار سے تو شاید انسانوں میں شمار ہو مگر بباطن اسے درندوں اور شیطانوں کی قوم کہا جائے گا۔ شفا خانے اگر مریض انسانوں کو جگہ نہیں دے سکتے تو وہ شفا خانے نہیں اجل گاہیں ہیں اور معالج اگر مریض سے ہمدردی کا ثبوت نہیں دیتا تو وہ معالج کے شریفانہ لقب کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح پولیس انسانوں کی محافظ اور اخلاقی جرائم کے انسداد کا موثر آلہ ہے۔ اگر یہ آلہ ہی اخلاقی جرائم کا مرتکب ہوتا رہے تو کوئی طاقت اس ملک کو رذائل و جرائم کا جہنم بننے سے نہیں روک سکتی۔

عوام و خواص اس حقیقت سے بے خبر نہیں ہیں کہ اخلاقی جرائم کی ترقی کے ساتھ ساتھ مختلف جسمانی عوارض بھی روز افزوں ہیں۔ حکومت کے صحت اور پولیس کے محکمے جسمانی اور اخلاقی بیماریوں سے نبٹنے کے لئے قائم ہیں۔ حکومت شفاخانوں پر لاکھوں روپیہ اس لئے خرچ کرتی ہے کہ غریب مریض جو معالجین کی بھاری فیسیں اور دواؤں کی قیمتیں ادا کرنے کی سکت نہیں رکھتے کہ شفاخانوں سے فیضیاب ہوں۔ مگر اوپر کا واقعہ غمّازی کرتا ہے کہ غریبوں کا پرسانِ حال کوئی نہیں اور معالجین بھی اُس صفت عظیمہ سے عاری ہیں جو طبابت جیسے فنِ شریف کی جان ہے — رہا اخلاقی جرائم کا معاملہ، تو یہ ہماری قوم میں اس حد تک ترقی کر چکا ہے کہ بسا اوقات خوف محسوس ہونے لگتا ہے کہ کہیں عذابِ الٰہی اچانک ہمیں اپنی گرفت میں نہ لے لے۔ غور کیجئے کہ قانون کی موجودگی میں کہیں شاہراہِ عام پر فائرنگ ہوتی ہے، کہیں خنجر زنی، کہیں بچّوں کا اغوا، کہیں سرِ راہ رہزنی۔ اور ان سب سے بڑھ کر دن دہاڑے چلتی راہ لڑکیوں کے ساتھ چھیڑ خانی، اغوا اور پھر جبرًا ہوس رانی کے واقعات اس کثرت سے ہو رہے ہیں، جیسے اس ملک سے شرافت و اخلاق کا جنازہ ہمیشہ کے لئے نکل چکا ہے۔ شرفا انگشت در دہاں ہیں اور تہذیب و عقل سر بگریباں کہ یہ حالات اس ملک کے معاشرے کے ہیں جو کبھی معلّم اخلاق و انسانیت کا فریضۂ اہم ادا کر چکا ہے۔

ہم حکومت کے اربابِ حل و عقد سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ مذکورہ معلّمہ کی پُراسرار واردات کی عدالتی تحقیقات کرائے اور ساتھ ہی پولیس کی بجائے اس مقدمہ کی تفتیش سی۔آئی۔اے کے سپرد کرے — ہم اس سلسلے میں لائلپور کے مقامی وکلاء کے بیان پر اتنا اضافہ ضروری سمجھتے ہیں کہ اس واردات سے لائلپور کی ۱۵ ہزار معلّمات کی عزت و ناموس خطرے میں نہیں بلکہ تمام قوم کی بیٹیوں کی ناموس خطرے میں ہے۔ اور یہ خطرہ اُسی وقت کم ہو سکتا ہے جب

(باقی صفحہ ۶ پر)

مجلس ذکر

۲۴ر جمادی الاول ۱۳۸۷ھ بمطابق ۳۱ر اگست ۱۹۶۷ء

حقیقی تعلق اللہ تعالیٰ کیساتھ رکھیں اور دنیا کی محبت میں غرق نہ ہوں

از جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

مرتبہ خالد سلیم ایم۔ اے

الحمد للّٰہ وکفی وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفی: اما بعد:۔ فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم
بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کا احسان و شکر ہے کہ اس نے ہمیں اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی۔ دعا ہے۔ کہ اللہ ہمیں تا قیامت کثرت سے اپنا ذکر اور عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

آج کل ذکر اللہ اور نیک کام کا شوق و رغبت اور اللہ تعالےٰ سے محبت کی کشش بالکل مفقود ہے۔ کسی کو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا احساس نہیں الا ماشاءاللہ ہر ایک کو دنیا کی چند روزہ عیش کی زندگی پسند ہے اور اس کیلئے وہ سارا دن سرگرداں رہتا ہے۔ دولت کو ہر جائز و ناجائز طریقے سے حاصل کرنے کی فکر میں رہتا ہے۔ اس کو صرف دنیا محبوب، دنیا مطلوب اور دنیا ہی مقصود ہوتی ہے۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کی رضا کا کوئی خیال نہیں۔ موت کی کوئی فکر نہیں اور اس کے دل میں بالکل خوف خدا نہیں ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس قسم کی کیفیت اور حالت سے محفوظ رکھے آمین!

دنیا میں انسان کا بظاہر سب کے ساتھ تعلق ہے۔ وہ ماں باپ بیوی بچوں کے ساتھ رہتا ہے وہ اپنے رشتے داروں اور دوست احباب کے ساتھ متعلق ہے۔ لیکن اس کو دنیا کی محبت میں مگن اور غرق نہیں ہونا چاہیئے۔ اس کا حقیقی تعلق اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہونا چاہیئے جن کا حقیقی تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ذکر اللہ اور عبادت کرتے ہوں۔ ان کو اللہ تعالیٰ قلب سلیم عطا فرماتے ہیں۔ قیامت کے دن ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنی زیارت نصیب فرمائیں گے۔ جنتیوں کے لئے سب سے زیادہ لذت و آرام اور خوشی اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوگی۔ اور دوزخیوں کو سب سے زیادہ تکلیف اور اذیت اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سچا۔ کھرا اور پکا مسلمان بنائے آمین!

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کسی نے سب سے بہتر عمل دریافت کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ کہ اپنی زبان کو ہر وقت ذکر اللہ سے تر رکھو اسی لئے اللہ والے ہمہ وقت ذکر اللہ کرنے کی تلقین فرماتے ہیں جو لوگ اللہ والوں کی جماعت کے ساتھ وابستہ رہتے ہیں۔ وہ گناہوں سے بچے رہتے ہیں۔ لیکن جب ذرا جماعت سے ہٹے۔ تو نوافل کے ساتھ فرائض کو بھی چھوڑ بیٹھے

ایسے کئی لوگ ہیں۔ جو روحانیت کے بہت اونچے مقام پر تھے۔ لیکن صحبت ترک کرنے بعد اب حالت یہ ہے۔ کہ وہ فرائض تک ادا نہیں کرتے۔ اور دنیا کی محبت میں اس طرح مگن و غرق ہیں۔ کہ انہیں موت کا بالکل ڈر ہی نہیں۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے انسان کو خود آنکھوں والا بننا چاہیے اگر اس کی آنکھیں نہیں ہیں۔ تو کسی آنکھوں والے کے ہاتھ میں ہاتھ دے دینا چاہئیے۔ ورنہ وہ کسی گڑھے میں گر کر مر جائے گا۔ فرمایا کرتے تھے کہ ہر اس چیز کو ختم کر دو۔ شکست دے دو۔ جو اللہ تعالیٰ کی یاد اور فرائض کی ادائیگی میں حارج ہو۔ چاہے وہ دکان ہے۔ بیوی بچے ہیں یا اور کوئی چیز ہے۔ پہلے فرائض کو ادا کریں۔ عبادت و ذکر کریں۔ اس کے بعد دنیا کے دوسرے کام کریں یہ ہرگز نہ سوچیں۔ کہ فلاں کام کر کے نماز پڑھوں گا ذکر و تلاوت کروں گا۔ یاد رکھیں کام کبھی ختم نہیں ہوں گے۔ اور اس طرح آپ کو عبادت و ذکر کا موقع نہیں ملے گا۔ پہلے تلاوت قرآن مجید کریں۔ پہلے ذکر و عبادت کریں۔ اس کے بعد دوسرے کام کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو کثرت سے اپنا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حقیقی تعلق باللہ نصیب فرمائے۔ اور خاتمہ ایمان کامل کے ساتھ فرمائے۔ آمین!

واخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العلمین

دل کو خدا کے ذکر سے آباد کیجئے
ہر آن، ہر قدم پہ اُسے یاد کیجئے
دُنیائے رنگ و بو کا تعلق ہے عارضی
اپنے کو اس کے رنگ سے آزاد کیجئے
دل کا سکوں تو ذکر خدا میں ہے دوستو!
جینے کی لاکھ صورتیں ایجاد کیجئے

مضطر مجراتی

۳ ر جمادی الثانی ۱۳۸۷ ھ بمطابق ۸ ر ستمبر ۱۹۶۷ء

ذکرُ اللہ کثرت سے کیجئے اور اس کے ثمرات سے جھولیاں بھریئے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : امّابعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم :
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :

وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّ الذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ○

ترجمہ : اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور کثرت سے ذکر کرنے والی عورتیں ان کے لئے اللہ تعالےٰ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

بزرگانِ محترم! مومنین کی خاص صفت اللہ تعالےٰ کا ذکر ہے اور ذکر اللہ کا مقام بہت ہی اونچا ہے کیونکہ انسان اور ساری کائنات کی حیات ذکر اللہ سے ہے اور ذاکر درحقیقت انسان اور ساری کائنات کے لئے حیات کا کام سرانجام دیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب تک دنیا میں کوئی اللہ اللہ کرنے والا موجود ہے قیامت قائم نہیں ہوگی — جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ کائنات ذکر اللہ پر باقی ہے اور ذکر کرنے والے کائنات کی بقاء کا سبب اور ذریعہ ہیں۔ ذکر اللہ کا دوسرا بڑا فائدہ انسان کے لئے یہ ہے کہ جب انسان ہر گھڑی ذکر اللہ میں شاغل رہتا ہے تو اللہ تعالےٰ کی محبت اس کے دل میں اتر جاتی ہے، اس کا دل خالص مرکز نورانیت بن جاتا ہے، ذکر الٰہی کی بدولت انسان کے دل پر سے شیطان کا قبضہ ہٹ جاتا ہے اور وہ شیطانی وساوس و خطرات اور اثرات سے بچ جاتا ہے۔ چنانچہ اس طرح ذاکر و شاغل شخص اپنی ذات کے لئے بھی نفع بن جاتا ہے اور دوسروں کے لئے بھی نفع کا کام دیتا ہے۔

پس ذکر اللہ کرنے کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کے ہاتھ میں چراغ ہو اور اس کی کیفیت ایسی ہو کہ اس کا نور اس کے تمام جوارح پر پڑ رہا ہو تو جس طرح وہ اس مادی چراغ کی برکت سے خود بھی راستہ دیکھتا ہے اور دوسروں کو بھی دکھاتا ہے اور جس طرح اندھیرے میں گڑھوں کانٹوں اور راہ کی رکاوٹوں وغیرہ سے اپنے آپ کو بھی بچاتا ہے اور دوسروں کو بھی بچاتا ہے بالکل اسی طرح ذکر اللہ کرنے والا اپنے قلب کی نورانیت سے شیطانی کاموں سے خود بھی محفوظ رہتا ہے اور دوسروں کو بھی بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ اپنے نورِ باطنی کی بدولت ہدایت کا رستہ خود بھی دیکھتا ہے اور دوسروں کو بھی راہ دکھاتا ہے۔

تیسرا فائدہ

ذکر اللہ کا مخلوق خدا کے لئے یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی یاد میں مشغول رہنے والے اللہ تعالےٰ کی رحمتوں اور انوار کو اپنی طرف کھینچتے ہیں اور عذابِ الٰہی ان کی وجہ سے رُکا رہتا ہے۔

یاد رکھئے! اللہ تعالیٰ کی رحمت جب اترتی ہے تو وہ ایک یا دو کے لئے نہیں ہوتی بلکہ عام ہوتی ہے — اور اردگرد کے لوگوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ اس طرح ذکر کرنے والے دوسروں کے لئے بھی رحمتِ خداوندی کو کھینچ لاتے ہیں اور اُن سے عذاب ٹل جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر اللہ کی ذات پر اپنے آپ کو فنا کرنے والے، رکوع و سجود کرنے والے، راتوں کو گڑگڑا کر یادِ الٰہی کرنے والے اور اللہ تعالےٰ کے ذکر میں مشغول رہنے والے اور دودھ پینے والے بچے نہ ہوتے تو اللہ تعالےٰ سب کو اپنے عذاب میں مبتلا فرما دیتا۔

حاصل یہ نکلا کہ ذکر الٰہی کرنے والے اپنے آپ کو بھی عذاب سے بچاتے ہیں اور دوسروں کو بھی عذاب سے محفوظ رکھتے ہیں۔

ذکر اللہ کا چوتھا فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ذکر سے دلوں کے اندر معرفت، سکون، نورانیت اور طمانیت اترتی ہے۔ اسی لئے حق تعالیٰ سبحانہٗ نے فرمایا ہے۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ خبردار، دلوں کو اللہ تعالےٰ کے ذکر کے ساتھ ہی اطمینان ہے۔

سب جانتے ہیں کہ دنیا کے حالات کا انسان کے دل پر اثر پڑتا ہے۔ خوشی، غمی، بیماری، مصیبت ہر ایک چیز دل پر اثر انداز ہوتی ہے ہے۔ اور مختلف حالات میں انسان کی

کیفیات مختلف ہوتی ہیں ۔ کبھی وہ خوش ہوتا ہے ، کبھی غمگین ، کبھی ناراض ، کبھی غصہ میں لیکن ذکراللہ کرنے والا انسان ہر حال میں خوش رہتا ہے ۔ وہ سمجھتا ہے کہ یہ تمام حالات اس ذات کے پیدا کردہ ہیں جو قادرِ مطلق اور حکیم و بے نیاز ہے وہ جو چاہے کردے ، اُسے کوئی روکنے والا نہیں اور وہ حکیم مطلق ہے اس لئے اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ۔ چنانچہ اس اعتقاد کے بعد ذکر الٰہی کرنے والا ہر چیز کو حکمتِ خداوندی کے مطابق خیال کرتا ہے اور نتیجتہً سکون و طمانیت کی دولت سے مالامال رہتا ہے ۔ جب کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتا ہے ، بیماری ، پریشانی ، خوشی ، غمی ہر حال میں وہ اللہ کے ذکر میں لگا رہتا ہے اور اس طرح اس کے دل میں سکون و طمانیت آ جاتی ہے ۔ مزید برآں جب انسان ہر حال میں یادِ الٰہی کی طرف متوجہ رہنے لگے تو اس کا دل استقلال پکڑ جاتا ہے اور یہ سب سے بڑی دولت ہے کیونکہ بزرگانِ دین فرماتے ہیں الاستقامت فوق الکرامت ۔ استقامت کا درجہ کرامت سے اونچا ہے ۔

پانچواں فائدہ ذکراللہ کا یہ ہے کہ ذاکر کو قیامت کے دن عرشِ الٰہی کے سائے تلے جگہ ملے گی ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ قیامت کے دن جب سورج ایک میل کے فاصلہ پر ہوگا اور اس کی گرمی اتنی تیز ہوگی کہ دماغ کھول رہے ہوں گے اور اس وقت اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ کے علاوہ اور کوئی سایہ دار جگہ نہ ہوگی تو اس وقت سات گروہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے کے نیچے ہوں گے ۔

۱۔ سلطان عادل (۲) وہ نوجوان جن کی جوانی اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں گذری (۳) وہ اشخاص جو صرف رضائے ایزدی کی خاطر اکٹھے ہوتے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر ہی جدا ہوتے ۔ مثلاً آپ حضرات جمعہ کی خاطر جمع ہوتے ہیں اور گذشتہ شب مجلس ذکر میں محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے اور ذکر الٰہی کی غرض سے جمع ہوئے اور ذکر کے بعد اور اب جمعہ کے بعد اللہ تعالیٰ جل شانہ کی خاطر آپ جدا ہو جائیں گے کیونکہ آپ کو دوسرے فرائض بھی ادا کرنا ہیں جو خداوند قدوس نے آپ کے ذمہ لگائے ہیں (۴) وہ لوگ جن کے دل مسجدوں میں اٹکے رہتے ہیں ۔ یعنی جب نماز پڑھنے آتے ہیں تو دیر تک مسجدوں میں رہتے ہیں اور جب نماز کے بعد مسجد سے باہر جاتے ہیں تو پھر بھی انہیں لگن لگی رہتی ہے کہ کب اذان ہو اور وہ اللہ کے گھر کا رُخ کریں اور فریضۂ نماز ادا کریں (۵) وہ شخص جسے حسین و جمیل نوجوان عورت بدکاری کی دعوت دے اور اس وقت اگرچہ اللہ تعالیٰ کے سوا اسے اور کوئی دیکھنے والا نہ ہو وہ صرف خدا کے خوف کی وجہ سے اس کی طرف مائل نہ ہو اور محفوظ رہے (۶) وہ شخص جو دائیں ہاتھ سے خیرات کرے اور بائیں کو بھی پتہ نہ چلے ۔ ریاء اور نمود کا گذر بھی اس کے دل میں نہ ہونے پائے (۷) وہ شخص جو تنہائی میں اکیلا بیٹھ کر اللہ کی یاد کرے اور خدا کے خوف اور محبت الٰہی کی وجہ سے اس کے آنسو جاری ہو جائیں ۔

حاصل یہ ہے کہ جو شخص ہر گھڑی یادِ الٰہی میں رہے گا اور خوفِ خدا اس کے دل میں جاگزیں ہوگا اور وہ شریعت کا پاس کریگا ۔ انشاء اللہ عرش کے سایہ تلے قیامت کے دن راحت پائے گا ۔

برادرانِ عزیز ! ذکراللہ کے چند فوائد مشتے از خروارے کے مصداق آپ کے سامنے بیان کرتے گئے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ذکراللہ کثرت سے کرنے اور اس کے فوائد سے متمتع ہونے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین !

بقیہ : اداریہ

مجرموں کو مثالی سزائیں دی جائیں ۔ اور آئندہ سے ایسے احکام عملاً نافذ کئے جائیں کہ اس قسم کی غنڈہ گردی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے ۔

ساتھ ہی محکمہ صحت کے سربراہوں سے امید کرتے ہیں کہ وہ بھی شفاخانوں میں غریب مریضوں کی پذیرائی کی ہر ممکن صورتیں پیدا کریںگے تاکہ انسانی جانیں علاج کی آرزو میں ہسپتال کے دروازوں اور فٹ پاتھوں پر ضائع ہونے سے بچ جائیں ۔

پروگرام

جانشینِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

۲۲ر ستمبر بروز جمعہ پونے چھ بجے شام پروگرام "جمہور دی آواز" ریڈیو پاکستان لاہور میں تقریر فرمائیں گے ۔

۲۳ر ستمبر بروز ہفتہ صبح آٹھ بجے ایکسپریس میں سوار ہوکر دس بجے خانیوال پہنچیں گے ۔ وہاں سے براستہ کبیر والا کوٹ بہادر تشریف لے جائیں گے اور رات کو وہاں قیام ہوگا ۔

۲۴ر ستمبر بروز اتوار کوٹ بہادر سے چاہ لس والہ موضع باقرپور دوپہر کا قیام اور شام کو چوکی موہاں تشریف لے جائیں گے اور رات کو قیام ہوگا ۔

۲۵ر ستمبر بروز سوموار بعد دوپہر چوکی سے محدال تشریف لے جائیں گے اور رات کو قیام ہوگا ۔

۲۶ر ستمبر بروز منگل محدال سے بعد دوپہر براستہ گگڑ ہٹہ اور کرم پور روانگی اور رات کو قیام ۔

۲۷ر ستمبر بروز بدھ بعد از دوپہر روانگی خانیوال اور وہاں سے آٹھ بجے سوار ہوکر انشاء اللہ لاہور پہنچیں گے

سلام

★ ——— فیض بتول فیض بہاولپور

آپؐ پر شمس الضحیٰ ، بدرالدجیٰ ! لاکھوں سلام
آپؐ پر نورالہدیٰ ، کہف الوریٰ ! لاکھوں سلام
آپؐ پر ہوں شافع روزِ جزا لاکھوں سلام
آپؐ پر ہوں تاجدار ھل اتیٰ لاکھوں سلام
آپؐ پر ہر آن اے محبوب رب ! لاکھوں سلام
پے بہ پے لمحہ بہ لمحہ روز و شب لاکھوں سلام
آپؐ پر ، محبوب ربّ العالمین لاکھوں سلام
آپؐ پر ہوں یا امام المرسلین لاکھوں سلام

از قلم محمد سعید الرحمن العلوی خطیب حضرو

گلستان بخاریؒ کے دو پھول

حضرت امیر الشریعہ السید عطاء اللہ شاہ البخاری رحمہ الباری کی شخصیت کوئی ڈھکی چھپی نہیں وہ اپنے وقت کے ایک عظیم خطیب ہی نہیں ہر لحاظ سے ایک عظیم انسان تھے بڑے آدمی کو جن خوبیوں سے متصف ہونا چاہئے۔ وہ سب کی سب بطریق اتم بخاری کے اندر موجود تھیں۔

ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذوالفضل العظيم۔

ع این سعادت بزور بازو نیست الخ

اور اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہیں۔ کہ اپنے کسی بندے کو جملہ خوبیوں سے نواز دیں ؎

لَيْسَ عَلَى اللّٰهِ بِمُسْتَنْكَرٍ
اَنْ يَّجْمَعَ الْعَالَمَ فِي الْوَاحِدِ

حضرت شاہ جی جیسی نادرہ روزگار شخصیتیں روز روز پیدا نہیں ہوا کرتیں، ایسے عظیم انسان قدرت کا عطیہ ہوتے ہیں اور جب قدرت سمجھتی ہے کہ دھرتی کے سینہ پر بسنے والے لذّات دنیوی کے خوگر ہو چکے ہیں اور انہیں خدا سے کوئی واسطہ نہیں رہا، ان کے ضمیر مردہ ہو چکے ہیں قوت حسّ ختم ہو چکی ہے تو وہ ایسے انسان پیدا کرتی ہے۔ جو اپنی خداداد صلاحیتوں سے قوم کو جھنجھوڑتے ہیں اور ان کی خفیہ صلاحیتوں کو بیدار کرتے ہیں۔ بلاشبہ حضرت امیر الشریعہ نے انگریزی دور استبداد میں قوم کی ڈوبتی ناؤ کو بچایا اور اس کے احساس کو جگایا پر افسوس قوم نے بخاری مرحوم کی صحیح قدر نہ کی آج جب وہ دنیا سے روپوش ہو چکا ہے تو ہر ایک ان کی باتیں یاد کرکے روتا بھی ہے۔ اور سر بھی دھنتا ہے حضرت مرحوم کبھی کبھی خود موج میں آکر فرمایا کرتے تھے۔ باتیں ہماری یاد رہیں گی پھر باتیں ایسی نہ سنئے گا اگر کسی سے سنئے گا تو دیر تلک سر دھنئے گا

بخاری مرحوم کی ایک بہت بڑی خوبی جو کم لوگوں میں ہوتی ہے یہ تھی کہ آپ "شخصیت ساز" تھے۔ جب آپ نے غلام ہندوستان کے بتکدے میں اذان دی تو نگاہ بصیرت سے متعدد رفیق سفر بنائے اگرچہ ان میں سے کچھ خار بھی ثابت ہوئے لیکن اکثریت پھولوں ہی کی تھی اور ان پھولوں نے بخاری کی قیادت میں دنیا میں نام روشن کیا۔ یہ بخاری کا ہی کمال تھا کہ اس نے ان پھولوں کی ایسی تربیت کی کہ وہ آسمان خطابت و شجاعت کے آفتاب بن کر چمکے اُنہوں نے اپنے عظیم قائد کی سرپرستی میں اپنے آپ کو سنوارا نکھارا اور کندن سے سونا بنے۔

تفصیل کا موقعہ نہیں اس قصہ کو کسی دوسرے وقت پر چھوڑتا ہوں اللہ میاں نے توفیق عطا فرمائی تو تفصیل سے عرض کروں گا کہ گلستان بخاری کے کون کون سے پھول تھے اور انہوں نے کس طرح ایک عالم کو اپنی مہک سے معطّر کیا آج کی صحبت میں اس گلستان جاوید کے دو پھولوں کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں جن میں سے ایک کا نام مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری ہے اور دوسرے کا نام بطل حریت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی متعنا اللہ بابقائهما۔ باغ میں مختلف رنگ اور مختلف مہک کے پھول ہوتے ہیں سبز، سرخ۔ نیلے۔ پیلے۔ تیز خوشبو والے بھینی خوشبو والے، زائر چمن کا اپنا ذوق ہے کہ اسے کون سا رنگ پسند ہے اور کون سی خوشبو۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ اپنے ذوق سے کوئی چیز پسند نہ آئے تو اس کے وجود کی نفی نہیں ہو سکتی گلستان بخاری میں رنگا رنگ پھول ہیں۔ لیکن ان میں اپنے عظیم و جلیل القدر قائد کی طرح ایک چیز مشترک ہے۔ یعنی قرآن سے محبت انگریز سے نفرت۔ قرآن بالفاظ دیگر مذہب کی حفاظت کے لئے وہ اپنا خون تک بہانے کو طیار ہو جاتے ہیں اور شاطران افرنگ کی دسیسہ کاریوں کا مقابلہ ان کا طرہ امتیاز! انگریزی مُہرے کوئی ہی جامہ پہن کر خلق خدا کی گمراہی کے لئے میدان میں آئیں وہ پہچان کر مقابلہ میں ڈٹ جاتے ہیں۔ کوئی خوف، طمع، لالچ ان کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتا وہ توپوں کے دہانے پر سچی بات کہنے کے عادی اور دارو رسن کے چومنے والے ہیں۔ غرض یہ کہ ان کی زندگی حقیقت میں ایک مجاہد کی زندگی ہے۔ جس کی راتیں مصلّی پر گزرتی ہیں اور دن میدان کارزار میں۔

آج کی صحبت میں جن گلہائے گلستان بخاری کا تذکرہ کر رہا ہوں ان میں پہلا پھول محمد علی جالندھری ہے۔ صدر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان آپ نے تعلیمی مراحل مختلف جگہ طے کئے اور آخری مرحلہ امام المحدثین علامۃ العصر السید محمد انور شاہ کاشمیری نور اللہ مرقدہ کے زیر نظر مادر علمی دار العلوم دیوبند لا زالت برکاتہا میں طے کیا بعد از فراغت حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری کے زیر نگرانی درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا آپ کے ایک شاگرد حافظ محمد طیب جالندھری نے مجھ سے بیان کیا کہ منطق کی مشہور کتاب "قطبی" کے درس کا وقت تھا۔ طالب علم نے عبارت پڑھی آپ نے زیادہ توجہ نہ دی لیکن عبارت کے خاتمہ پر دفعتہً کتاب کھول کر تقریر شروع کر دی غضب کی روحانی اور مسائل کا حل یہ محمد علی کا ہی حصہ تھا۔ اس عقدہ کو حل کرانے کے لئے میں نے گستاخی کی ابھی نہ مطالعہ نہ عبارت کی طرف توجہ اور سبق شروع کر دیا اتنی جسارت کے باوجود غصہ نہ تھا۔ انتہائی شفقت و محبت سے فرمایا برخوردار روایتی کسر نفسی نہیں حقیقت ہے دوران تعلیم کمزور واقع ہوا تھا۔ زیادہ دلچسپی بھی نہ تھی محنت سے جی چراتا تھا کوشش ہوتی تھی کہ استادوں کا کوئی کام ملے تو کروں اور سبق سے بچوں استاذ محترم کی بھینس وغیرہ کی نگرانی کا کام اپنے ذمہ لے رکھا تھا۔ بس اساتذہ کی دعائیں اور توجہات کا صدقہ کہ آج مطالعہ کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی اور نہ کبھی مطالعہ کرکے سبق پڑھایا ہے۔ چنانچہ وہ اپنے وقت کے قابل ترین مدرس تھے مسائل مہمہ کو حل کر دینا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل۔ اگرچہ بعد میں کوچہ سیاست کے رہ نورد ہوگئے۔ اور

مشغلہ تعلیم و تعلم یکسر موقوف ہوگیا - مگر وہ آج بھی ایک قابل ترین مدرس ہیں - ضرورت پر سب کچھ کر سکتے ہیں اساتذہ کی خدمات ان کی دعاؤں اور توجہات پر کامل یقین طلبا سے مشفقانہ اور مربیانہ سلوک اس واقعہ کے حقیقی سبق ہیں مولانا محمد علی اقلیم افہام و تفہیم کے تاجدار ہیں اور بقول مولانا غلام غوث افہام و تفہیم ان پر ختم ہے نیز حضرت بخاری مرحوم کا یہ قول ان کی عظمت کے لئے کافی ہے - کہ محمد علی کو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے سچ ہے :-

ع - ولی را ولی مے شناسد

یہی وجہ ہے کہ شاہ جی میٹنگ میں ان کی رائے کے مقابلہ میں اپنی رائے واپس لے لیتے -

سب سے پہلے آپ نے ریاست کپورتھلہ کے قصبہ سلطان پور لودھی میں طلبا کی علمی پیاس بجھائی - وہاں سے جالندھر آگئے - اور مدرسہ خیر المدارس میں اپنے استاذ محترم کے دست و بازو بنے مدرسہ کے جملہ انتظامی امور محمد علی کے ناخن تدبیر سے حل ہوتے تھے - اور طلباء کی تعلیم اس پر مستزاد -

مولانا کی جماعتی زندگی میں آنے کا پس منظر عجیب ہے تحصیل نواں شہر (جالندھر) میں آپ تقریر کو گئے مرزائی تحصیلدار کو پتہ چلا کہ تقریر حیات مسیح علیہ السلام پر ہوگی (آپ شروع سے اس مسئلہ پر مدلل تقریر فرمایا کرتے تھے) اس نے آکر آپ سے کہا کہ آپ سیرت النبی پر تقریر کریں - بقول خود کہ میں متاثر ہوگیا رات کو سیرت پر تقریر کر کے لیٹ گیا حضور علیہ السلام فداہ جسدی و روحی خواب میں تشریف لائے - فرمایا محمد علی ہمت نہ تھی تو اس میدان میں قدم کیوں رکھا؟ چنانچہ میں اٹھا بہت رویا اور قصد کیا آئندہ ہمیشہ اس مسئلہ پر بولوں گا اور تردید مرزائیت کو اوڑھنا بچھونا بناؤں گا - اور یوں اس گناہ کا کفارہ ادا کروں گا - اس کا افتتاح اگلے دن وہی کیا اور حیات مسیح پر تقریر کی بعد ازاں کباڑی کی دکان سے ڈھیر سارے الفضل کے پرچے مل گئے (قادیانی اُمت کا سرکاری ترجمان) وہ لے لئے مطالعہ کیا سابقہ قصد و عزم میں اور پختگی آگئی چونکہ مجلس احرار اسلام کے مقاصد میں تردید مرزائیت اہم مقصد تھا اس لئے اس میں شامل ہو گئے مسجد محلہ آہلی جی - ٹی روڈ جالندھر میں درس شروع کر کے عوام کو فائدہ پہنچایا - رضا کاروں کے اصرار پر صدر احرار جالندھر بن گئے بعد میں مدرسہ چھوڑ کر مستقلاً جماعتی کام کرنے لگے تھوڑے عرصہ بعد بزرگوں نے لاہور مرکز میں بلا لیا مرزائیوں کے خلاف مدلل تقریریں اور ان کا کچا چٹھا احسن طریق سے عوام کے سامنے پیش کرنا محمد علی کا ہی حصہ ہے - مولانا بلا کے ذہین اور غضب کے جوڑ توڑ کے آدمی ہیں کانفرنس - کنونشن - تحریک وغیرہ اصطلاحوں کے موجد آپ ہی ہیں - مجلس احرار میں چوہدری افضل حق کی سوچ حضرت بخاری کی خطابت اور محمد علی کا جوڑ توڑ مشہور ہے

لاہور سے اپنے والد بزرگوار کی جدّی زمین کی دیکھ بھال کے لئے آپ بہاول پور تشریف لائے ۱۹۴۲ء میں ملتان میں احرار کانفرنس ہوئی دوسرے بزرگوں کے علاوہ آپ کی بھی تقریر ہوئی لوگوں نے پسند کیا اور پسند ہی نہیں بلکہ مستقل قیام ملتان پر زور دیا مولانا حبیب الرحمن جیل میں تھے ان سے رابطہ قائم کیا گیا - انہوں نے حضرت اقدس رائپوری سے گزارش کی اور مولانا حکماً ملتان رک گئے - اور اہل ملتان سے وعدہ کیا کہ جمعہ ہر حال میں تمہارا ؛ چنانچہ اس وقت سے لے کر آج تک برابر ملتان میں آپ خطبہ جمعہ دیتے ہیں اس میں کبھی ناغہ نہیں ہوا الا یہ کہ جیل میں ہوں یا کوئی اور ایسا ہی اہم مسئلہ درپیش ہو ۱۹۴۲ء کا وعدہ اب تلک پورا کر رہے ہیں ویسے بھی ایفائے عہد آپ کی لازوال خصوصیت ہے - قیام ملتان کے زمانہ میں آپ نے مدرسہ بھی بنایا - لیکن ۱۹۴۷ء میں جب خیر المدارس جالندھر سے ملتان آگیا تو سب کچھ انہیں کے سپرد کر کے خود جماعت کے ہی ہو کر رہ گئے -

آپ مجلس احرار میں واحد علمی بزرگ تھے - آپ کی علمیت، ذہانت، ذکاوت کی وجہ سے حضرت امیر الشریعہ آپ کا بے حد احترام کرتے تھے اور کبھی ایسے بھی ہوتا کہ اس وکیل ختم نبوت کے بعد بخاری جیسا خطیب تقریر سے انکار کر دیتا چنانچہ بقول شیخ غلام رسول صاحب جالندھری حال راولپنڈی تحریک مقدمہ ختم نبوت سے پہلے سرگودھا میں جلسہ تھا - مولانا کی تقریر تھی شاہ جی دولھا کی مانند سٹیج پر رونق افروز تھے یکایک کرسی اٹھائی اور مولانا کے سامنے آبیٹھے تقریر کے بعد اناؤنسر نے آپ کی تقریر کا اعلان کیا - شاہ جی نے فرمایا بدبختو میں سوچتا ہوں کہ محمد علی کہہ کیا گیا؟ اس کے بعد تقریر کی گنجائش نہیں ایسا ہی ایک واقعہ مولانا عبد القیوم مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم نے ارشاد فرمایا - کہ گوجرانوالہ میں امیر شریعت نے ان کی تقریر کے بعد یہ کہتے ہوئے انکار فرما دیا اس کے بعد کون سی گنجائش ہے؟

آپ اپنی گراں قدر خدمات کے سبب عرصہ تک مجلس احرار پنجاب کے صدر بھی رہے اور نہایت خوش اسلوبی سے سرزمین پنجاب میں جماعتی کام کیا بعد میں جب شاہ جی نے سیاسیات سے علیحدگی کا اعلان کیا اور مجلس تحفظ ختم نبوت کی داغ بیل ڈالی تو امیر شریعت کی صدارت کے ساتھ جس شخص کی نظامت کا اعلان ہوا - وہ محمد علی ہی تھا - امیر شریعت کے انتقال کے بعد شاہ جی کے روحانی فرزند خطیب پاکستان احسان احمد القاضی شجاع آبادی نور اللہ مرقدہ صدر جماعت بنے اور مولانا پھر ناظم - اور جب وہ بھی داغ مفارقت دے گئے تو آپ کو صدر بنایا گیا - اور مولانا لعل حسین اختر کو ناظم اعلیٰ جو اس وقت جماعت کی طرف سے انگلستان میں محمد مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت کی خاطر تشریف لے گئے ہیں متع اللہ تعالی المسلمین ببقائہم

مولانا غضب کے صحت مند ہیں آج بڑھاپے میں بھی جوانی کا گمان ہوتا ہے شروع میں آپ کبڈی کے بڑے چیمپئن تھے بیک وقت دو تین آدمیوں کو پچھاڑ لیتے تھے - غذا اور لباس کے معاملہ میں انتہائی سادہ واقع ہوئے ہیں اور اپنے ملنے والوں کو اس کی تلقین کرتے ہیں - شروع میں ان کا ناشتہ گیارہ دانے بادام ½ چھٹانک مکھن اور اسی مقدار میں چینی ہوا کرتا تھا اور ایک گلاس لسّی - یہ سادگی بھی ان کی صحت کی ایک وجہ ہے جب کہ اصلی وجہ "جہاد فی سبیل اللہ" ہے -

وہ کسی کا دل نہیں دکھاتے بیگانے چھوڑ اپنوں نے ان پر بہتیرا گند اچھالا - اتہامات لگائے جب جواب دینے کے لئے

(باقی ص۱۲ پر)

مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی

حضرت آدم علیہ السلام

(۳)

خلافتِ آدم

اللہ تعالیٰ نے جب حضرتِ آدم (علیہ السلام) کو پیدا کرنا چاہا تو فرشتوں کو اطلاع دی کہ مَیں زمین پر اپنا خلیفہ بنانا چاہتا ہوں، جو اختیار و ارادہ کا مالک ہوگا، اور میری زمین پر جس قسم کا تصرّف کرنا چاہے گا کر سکے گا، اور اپنی ضروریات کے لئے اپنی مرضی کے مطابق کام لے سکے گا۔ گویا وہ میری قدرت اور میرے تصرّف و اختیار کا "مظہر" ہوگا

فرشتوں نے یہ سنا تو حیرت میں رہ گئے اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا اگر اس ہستی کی پیدائش کی حکمت یہ ہے کہ وہ دن رات تیری تسبیح و تہلیل میں مصروف رہے اور تیری تقدیس و بزرگی کے گن گائے، تو اس کے لئے ہم حاضر ہیں، جو ہر لمحہ تیری حمد و ثنا کرتے اور بے چون و چرا تیرا حکم بجا لاتے ہیں۔ ہم کو تو اس "خاکی" سے فتنہ و فساد کی بو آتی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تیری زمین میں خرابی اور خونریزی برپا کر دے؟ بارِ الٰہا! تیرا یہ فیصلہ آخر کس حکمت پر مبنی ہے؟

بارگاہِ الٰہی سے اوّل ان کو یہ ادب سکھایا گیا کہ مخلوق کو خالق کے معاملات میں جلدبازی سے کام نہ لینا چاہیئے اور اس کی جانب سے حقیقتِ حال کے اظہار سے قبل ہی شک و شبہ کو سامنے نہ لانا چاہیئے اور وہ بھی اس طرح کہ اس میں اپنی برتری اور بڑائی کا پہلو نکلتا ہو، خالقِ کائنات ان حقائق کو جانتا ہے جس سے تم بے بہرہ ہو اور اس کے علم میں وہ سب کچھ ہے جو تم نہیں جانتے۔

وَ اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ ــــ تا ــــ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (البقرہ - آیت ۳۰)

ترجمہ: اور جب ایسا ہوا تھا کہ تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا تھا مَیں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ فرشتوں نے کہا۔ کیا ایسی ہستی کو خلیفہ بنایا جا رہا ہے جو زمین میں خرابی پھیلائے گی اور خونریزی کرے گی حالانکہ ہم تیری حمد و ثنا کرتے ہوئے تیری پاکی و قدوسی کا اقرار کرتے ہیں (کہ تیری مشیّت برائی سے پاک اور تیرا کام نقصان سے منزّہ ہے) اللہ نے کہا۔ میری نظر جس حقیقت پر ہے تمہیں اس کی خبر نہیں۔

تعلیمِ آدم اور فرشتوں کا اقرارِ عجز

یہ سمجھنا سخت غلطی ہے کہ اس مقام پر فرشتوں کا سوال اس لئے تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے مناظرہ کریں یا اس کے فیصلہ کے متعلق موشگافی کریں۔ بلکہ وہ آدم کی تخلیق کا سبب معلوم کرنا چاہتے تھے اور یہ کہ اس کے خلیفہ بنانے میں کیا حکمت ہے، ان کی خواہش تھی کہ اس حکمت کا راز اُن پر بھی کھل جائے۔ اس لئے اُن کے طرزِ ادا اور تعبیرِ مقصد میں کوتاہی پر تنبیہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ پسند فرمایا کہ ان کے اس سوال کا جواب جو بظاہر حضرتِ آدم کی تحقیر پر مبنی ہے عمل و فعل کے ذریعہ اس طرح دیا جائے کہ ان کو خود بخود آدم کی برتری اور حکمتِ الٰہی کی بلندی و رفعت کا نہ صرف اعتراف کرنا پڑے بلکہ اپنی درماندگی اور عجز کا بھی بدیہی طور پر مشاہدہ ہو جائے۔ لہٰذا حضرت آدمؑ کو اپنی سب سے عظیم المرتبت صفت "علم" سے نوازا اور ان کو علمِ اشیاء عطا فرمایا۔ اور پھر فرشتوں کے سامنے پیش کر کے ارشاد فرمایا کہ تم ان اشیاء کے متعلق کیا علم رکھتے ہو؟ وہ لاعلم تھے کیا جواب دیتے۔ مگر چونکہ بارگاہِ صمدیت سے قرب رکھتے تھے سمجھ گئے کہ ہمارا امتحان مقصود نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے قبل ہم کو ان کا علم ہی کب دیا گیا ہے کہ آزمائش کی جاتی بلکہ یہ تنبیہ مقصود ہے کہ "خلافتِ الٰہیہ" کا مدار کثرتِ تسبیح و تہلیل اور تقدیس و تمجید پر بھی نہیں بلکہ صفتِ "علم" پر ہے اس لئے کہ ارادہ و اختیار، قدرتِ تصرّف اور قدرتِ اختیار یا دوسرے الفاظ میں یوں کہئے کہ "حکومتِ ارضی" صفتِ "علم" کے بغیر ناممکن ہے۔ پس جبکہ آدم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی صفتِ "علم" کا مظہرِ اتم بنایا ہے تو بلاشبہ وہی خلافتِ ارضی کا مستحق ہے نہ کہ ہم۔ اور حقیقت بھی یہ ہے۔ کہ ملائکۃ اللہ چونکہ اپنی خدماتِ مفوضہ کے علاوہ ہر قسم کی دنیوی خواہشوں اور ضرورتوں سے بے نیاز ہیں۔ اس لئے وہ اُن کے علم سے بھی ناآشنا تھے اور آدم کو چونکہ ان سب سے واسطہ پڑنا تھا اس لئے اُن کا اس کے لئے ایک فطری امر تھا، جو رب العالمین کی ربوبیتِ کاملہ کی بخشش و عطا سے عطا ہوا اور اس کو وہ سب کچھ بتا دیا گیا جو اس کے لئے ضروری تھا۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا ثُمَّ ــــ تا ــــ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ ۝ (البقرہ آیت ۳۱ تا ۳۳)

ترجمہ: پھر جب ایسا ہوا کہ مشیّتِ الٰہی نے جو کچھ چاہا تھا، ظہور میں آ گیا) اور آدم نے (یہاں تک معنوی ترقی کی کہ) تعلیمِ الٰہی سے تمام چیزوں کے نام معلوم کر لیے، تو فرشتوں کے سامنے وہ (تمام حقائق) پیش کر دئے اور فرمایا، اگر تم (اپنے شبہ میں) درستی پر ہو تو بتلاؤ، ان (حقائق) کے نام کیا ہیں؟ فرشتوں نے عرض کیا۔ خدایا! ساری پاکیاں اور بڑائیاں تیرے ہی لئے ہیں، ہم تو اتنا ہی جانتے ہیں، جتنا تو نے ہمیں سکھلا دیا ہے، علم تیرا علم ہے اور حکمت تیری حکمت! (جب فرشتوں نے اس طرح اپنے عجز کا اعتراف کر لیا، تو) حکمِ الٰہی ہوا۔ اے آدم! تم (اب) فرشتوں کو

(باقی ص۱۲ پر)

حضرت عبداللہ بن عتیک

(تمام قلعہ میں ہلچل پڑی ہوئی تھی ہر طرف روشنی کی گئی)

نام وغیرہ: آپ کا نام عبداللہ، والد کا نام عتیک بن قیس اور خاندان سلمہ ہے۔ مورثِ اعلےٰ کا نام سلمہ تھا۔

قبولِ اسلام: ہجرت سے قبل بیعت اسلام سے مشرف ہوئے۔

شجاعت اور مردانگی: غزوۂ بدر کی شرکت میں اختلاف ہے۔ احد اور دوسرے تمام غزوات میں مردانگی کے جوہر دکھاتے رہے۔

عجیب واقعہ

رمضان سنہ ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ کو چار آدمیوں پر امیر بنا کر دشمن اسلام ابو رافع کے قتل کرنے کے لئے بھیجا۔ ابو رافع نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف غطفان وغیرہ کو بھڑکا کر بڑا جتھا تیار کر لیا تھا۔ یہ لوگ شام کے قریب قلعہ کے پاس پہنچے۔ عبداللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا:-

"تم لوگ یہیں ٹھہرو، میں اندر جا کر دیکھتا ہوں۔"

پھاٹک کے قریب جا کر چادر اوڑھ لی اور دبک کر بیٹھ گئے۔ دربان نے کہا:

"میں دروازہ بند کرتا ہوں، اندر آنا ہو تو آ جاؤ۔"

اندر چلے گئے وہاں اصطبل نظر پڑا۔ اسی میں چھپ رہے قلعے کے لوگ کچھ رات تک ابو رافع سے باتیں کرتے رہے۔ اس کے بعد سب اپنے اپنے گھروں میں جا کر سو رہے — سناٹا ہوا تو عبداللہ نے دربان کو غافل پا کر پھاٹک کھولا اور ابو رافع کی طرف چل پڑے وہ بالا خانے پر رہتا تھا اور درمیان میں بہت سے دروازے پڑتے تھے۔ عبداللہ جس دروازے میں داخل ہوتے اس کو اندر سے بند کر لیتے تاکہ شور ہونے پر کوئی ابو رافع کی مدد کو نہ پہنچ سکے۔ ان منزلوں سے گذرنے کے بعد ابو رافع کا بالا خانہ نظر آیا۔ وہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ ایک اندھیرے کمرے میں سو رہا تھا۔ عبداللہ نے پکارا۔ "ابو رافع"! وہ بولا "کون ہے؟" جدھر سے آواز آئی تھی بڑھ کر اسی سمت تلوار کا وار کر دیا۔ لیکن کچھ نتیجہ نہ نکلا فوراً باہر نکل آئے

بروقت سوجھی

تھوڑی دیر بعد پھر اندر گئے اور آواز بدل کر کہا، "ابو رافع کیا ہوا؟" وہ بولا "ابھی ایک شخص نے تلوار ماری ہے"

عبداللہ نے دوسرا وار کیا۔ لیکن یہ موقع بھی ہاتھ سے نکل گیا۔ اس مرتبہ ابو رافع کے شور سے گھر کے سب لوگ جاگ اٹھے۔

حاضر دماغی

انہوں نے باہر نکل کر پھر آواز بدلی اور ایک فریاد رس کی طرح اندر جا کر کہا: "میں آ گیا۔ گھبرانے کی کوئی بات نہیں"

وہ چت لیٹا ہوا تھا انہوں نے دیکھ لیا اور اس کے پیٹ میں اس زور سے تلوار گھونپی کہ گوشت کو چیرتی ہوئی ہڈیوں تک جا پہنچی۔ اس کا فیصلہ کر کے جلدی سے باہر نکل آئے۔ عورت نے آواز دی۔ "لینا! جانے نہ پاتے"

چاندنی رات تھی۔ آنکھوں سے کم نظر آتا تھا۔ زینے کے پاس پہنچ کر پیر پھسلا اور لڑھکتے ہوئے نیچے آ رہے۔ پیر میں چوٹ زیادہ لگی تھی۔ عمامے سے پنڈلی باندھی اور ساتھیوں کو لے کر کوڑے کے ڈھیروں میں چھپ رہے۔ ادھر تمام قلعے میں ہلچل پڑی ہوئی تھی۔ ہر طرف روشنی کی گئی۔ اور حارث تین ہزار آدمی لے کر ڈھونڈنے کے لئے نکلا۔ لیکن ناکام لوٹا۔ عبداللہ نے ساتھیوں سے کہا۔ "اب تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت سناؤ۔ میں اپنے کانوں سے مرنے کی خبر سن کر آتا ہوں"۔

صبح قلعے سے آواز بلند ہوئی کہ ابو رافع تاجر حجاز کا انتقال ہو گیا۔

عبداللہ نکلے اور ساتھیوں سے جا ملے۔ مدینے پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش خبری سنائی۔ آپؐ نے ان کا پیر دست مبارک سے مس کیا اور بالکل اچھے ہو گئے — اس حربی تدبیر سے یہ فتنہ سر اٹھانے سے قبل دب گیا اور بہت سی جانیں خاک و خون میں تڑپ تڑپ کر مرنے سے بچ گئیں۔

سنہ ۹ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو ۱۵۰ انصار پر مقرر کر کے بنو طے کا بت توڑنے کے لئے بھیجا۔ اس میں جو کچھ پرانا اسباب اور گائیں ہاتھ لگی تھیں ان کے نگران حضرت عبداللہ تھے۔

وفات: جنگ یمامہ سنہ ۱۲ھ میں شہید ہوئے۔ یہ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کا زمانہ تھا۔

حقائق

مضطر گجراتی

تسلیم کہ جنّت کی فضا اور ہی کچھ ہے
طیبہ کی مگر آب و ہوا اور ہی کچھ ہے

گو جلوۂ ایمن کا تبسّم ہے دلآویز
فاران کی تجلّی کی ادا اور ہی کچھ ہے

کچھ کھیل تماشا تو نہیں دیکھنے والو!
یہ سلسلۂ ارض و سما اور ہی کچھ ہے

نے فکرِ کم و بیش ہے نے خوفِ شب و روز
منزل گہِ تسلیم و رضا اور ہی کچھ ہے

مضطر اسے الفاظ کا افسوں نہ سمجھنا
اللہ کے بندوں کی دعا اور ہی کچھ ہے

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں

درسِ قرآن

منعقدہ ۲۹ جنوری ۱۹۶۷ء

مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

(۸)

اس لئے یہاں پر فرمایا کہ جب ان پر میرا عذاب آیا پھر تو وہ بے بس تھے تو انہوں نے کہا کہا بے بسی کے عالم میں؟ اِنَّا کُنَّا ظٰلِمِیْنَ ٥ بے شک ہم ہی ظالم تھے لیکن اس اعتراف سے وہ عذاب سے نہیں بچ سکتے۔

فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِیْنَ اُرْسِلَ اِلَیْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِیْنَ ٥ پھر یاد رکھئے ہم ضرور پوچھیں گے اُن لوگوں سے جن کے پاس ہم نے اپنے نبیوں کو اور پیغمبروں کو بھیجا اپنی ہدایت دے کر۔ قیامت کے دن اُن سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس میرے رسول نہیں آئے تھے؟ تو قرآن شریف میں آتا ہے کہ امتیں پہلے انکار کر دیں گی کہ اللہ ہمارے پاس کوئی تیرا رسول نہیں آیا۔ اللہ ہم نے کسی نبی کو نہیں پایا۔ اگر آتے تو یا اللہ ہم تیری بات کو مان لیتے۔ تو اللہ تعالیٰ پھر انبیاء علیہم السلام کو پوچھیں گے وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِیْنَ ٥ اور ہم یقیناً پوچھیں گے پیغمبروں سے بھی تم میری دعوت لے کر گئے؟ قوم تک تم نے میری دعوت پہنچائی؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگلی آیت میں کہ مجھے سب کچھ علم ہے لیکن اتمام حجت کے لئے تاکہ وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ اللہ تیرے رسول ہمارے پاس کوئی نہیں آئے۔ اگر آتے تو ہم تیری بات کو مان لیتے ——— ہم انبیاء علیہم السلام سے بھی پوچھیں گے ——— جیسا کہ دوسرے پارے کے شروع میں گذر چکا ہے۔ وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَهِیْدًا ط اس کی تشریح میں، تفسیر میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا۔

یاد رکھو میرے بزرگو! کبھی کبھی میں ضمناً تفسیر کے قواعد بھی عرض کر دیتا ہوں جو مجھے اپنے اکابر سے ملے ہیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ جو وہ فرما گئے ہیں وہ صحیح ہے۔ انہی کا اختیار کردہ راستہ ہمارے لئے راہِ نجات ہے۔ اللہ ہم سب کو اسی پر ثابت قدم رکھے۔

تو اکابر نے یہ فرمایا اور انہی کے ضمن میں میں عرض کر رہا ہوں ——— صحیح حدیث میں موجود ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام امتوں سے پوچھیں گے کہ تمہارے پاس اپنے اپنے دور میں، اے امتِ نوح! اے امتِ شعیب! اے امتِ زکریا! اور دوسرے انبیا علیہم السلام کی امتوں سے پوچھیں گے تمہارے پاس انبیاء علیہم السلام تشریف لائے تھے کہ نہیں ہدایت دینے کے لئے، میرے احکام پہنچانے کے لئے؟ تو جیسے انسان کی عادت ہے یہ وہاں انکار کر دیں گے۔ یا اللہ! ہمارے پاس کوئی نہیں آئے۔ اگر آتے تو ہم ضرور ان کی بات مان لیتے۔ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام سے پوچھیں گے کہ اے نبیو! تم نے میرے پیغام اپنی امتوں تک پہنچائے تھے؟ سب انبیاء علیہم السلام عرض کریں گے ——— اے رب العالمین! نبی کا تو کام ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ تیری باتوں کو پہنچائے۔ ہم نے تکلیفیں اٹھائیں، زحمتیں برداشت کیں، ہر قسم کا مقابلہ برداشت کیا، تیرے احکام اپنی اپنی امتوں تک پہنچائے، یہ باغی اور نافرمان تھے۔ تیرے احکام انہوں نے تسلیم نہیں کئے ——— اس کے بعد انبیاء علیہم السلام سے پوچھا جائے گا کیا تم اپنے اس دعوے پہ کچھ شہادت پیش کر سکتے ہو؟ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم امتِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کریں گے کہ یا اللہ! تیرے آخری نبیؐ کی جو آخری امت ہے، ان سے پوچھ لیا جائے۔

تو میرے بزرگو! الحمدللہ مسلمانوں کو پیش کیا جائے گا مسلمان یہ کہیں گے کہ یا رب العالمین! قرآن مجید میں بھی موجود تھا، آخری تیرے نبیؐ نے جن پہ ہم ایمان لائے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہم سے یہ فرمایا کہ کہ دنیا میں جتنے انبیاء تشریف لائے، اُن کی قوموں نے ان نبیوں کی مخالفت کی۔ ہم نے قرآن مجید کو پڑھا، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ اس لئے ہم یہ شہادت دے سکتے ہیں کہ دنیا میں جتنے انبیاء علیہم السلام تشریف لائے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے، سب نبیوں نے تیرا فریضۂ تبلیغ ادا کیا مگر قوموں نے ان کی مخالفت کی۔

یہ تفسیر امام الانبیاء جناب نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمائی ——— بخاری وغیرہ میں موجود ہے اور یہ تفسیر اس آیت کی تفسیر میں ہے۔ وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَهِیْدًا ط

تو یہاں فرمایا۔ فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِیْنَ اُرْسِلَ اِلَیْهِمْ۔ ہم ضرور پوچھیں گے ان قوموں سے جن کی طرف ہم نے رسول بھیجے۔ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِیْنَ ٥ اور ہم رسولوں سے بھی پوچھیں گے، پیغمبروں سے بھی پوچھیں گے، اور پھر؟ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَیْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا کُنَّا غَآئِبِیْنَ ٥ اور پھر ہم ان کے سامنے پوری تفصیل بیان کر دیں گے اپنے علم کے مطابق کہ مجھے تو پہلے بھی پتہ ہے میں تو عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ہوں۔ وَمَا کُنَّا غَآئِبِیْنَ ٥ اور ہم تو کہیں بھی غیر حاضر نہیں ہوتے۔ ہم تو ہر جگہ حاضر تھے۔ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ۔ فرمایا کہ میں تو تمہارے ساتھ ہوں تم جہاں بھی ہوتے ہو، رات میں تمہارے ساتھ، دن میں تمہارے ساتھ، خلوت میں تمہارے ساتھ، جلوت میں تمہارے ساتھ۔ تم جہاں بھی ہوتے ہو میں تمہارے ساتھ ہوتا ہوں۔ اس

لیئے ہیں تو کسی وقت بھی تمہارے حالات سے بے خبر نہیں ۔ اس لیئے مسلمان کو توحید کامل کا عقیدہ سمجھانے کے لیئے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ جو کوئی اپنی نماز کے بعد (ہر نماز کے بعد) آیۃ الکرسی پڑھ لے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

آیۃ الکرسی میں کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے متعلق آتا ہے۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ اُسے نہ کبھی اونگھ آتی ہے، نہ نیند آتی ہے۔ اور آخر میں چل کر فرمایا۔ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا۔ اُسے کائنات کی نگہبانی تھکا نہیں سکتی۔ اللہ فرماتے ہیں۔ میں تو ساری کائنات کا عالم، ساری کائنات کا علیم اور خبیر خدا ہوں مگر اتمام حجت کے لیئے ان کے سامنے یہ بات پیش کی جائے گی۔ اور پھر کیا ہوگا؟ یہ زبانی باتیں اُن سے ہونے کے بعد ان کے اعمال خود بیان دیں گے۔

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ نِ الْحَقُّ ۔ اور اعمال کا تولا جانا بھی اُس دن حق ہوگا۔ یہ ہو کر رہے گا۔ اعمال کا تولا جانا۔ وزن۔ وزن مادی چیز کا ہوتا ہے۔ آج تک ہم نے یہی کہا تھا کہ یہ مادی چیزیں نہیں ہیں۔ (اللہ تعالےٰ ہماری لغزشوں کو معاف فرمائے) ہمارے سامنے جب کوئی بات آتی ہے نا میرے بزرگو! تو پھر اللہ ہی رحم کرے۔ ہم چونکہ اپنے آپ کو کچھ بڑے "محقق" سمجھنے لگ گئے ہیں تو جب کوئی بات ہمارے سامنے قرآن کی آتی ہے، سنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آتی ہے یا اکابر اولیاء اللہ کی بات کوئی آتی ہے میرے بزرگو! تو ہم اس کو اپنے عقل سے ناپنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ میرے بزرگو! میرا عقل اور آپ کا عقل ہی کیا ہے؟ یہ تو نقل ہے۔ ناقل ہیں ہم تو۔ میں نے تو پہلے بھی کتنی مرتبہ عرض کیا ہمارے عقول عقول نہیں ہیں، یہ تو ناقل ہیں۔ کچھ چیز دیکھتے ہیں تو فیصلہ کر لیتے ہیں۔ نہیں دیکھتے تو فیصلہ نہیں کر سکتے۔ یہ تو منٹ منٹ میں ہمارے عقل بدلتے ہیں، سیکنڈ سیکنڈ میں ہمارے عقول بدلتے ہیں ۔

وزن اعمال حق ہے۔ عقیدہ ہے علمائے اہل سنت والجماعت کا۔ عقائد کی جتنی کتابیں ہیں ان کو دیکھ لیجئے کہ وزن اعمال حق ہے۔ اعمال تولے جائیں گے۔ جن کو ہم سمجھتے ہیں غیر محسوس یہ محسوس ہیں۔ اب تو میرے بزرگو! اس دنیا میں یہ کہنے کے لیئے دلیل کی ضرورت بھی نہیں رہی۔ آج سے کچھ زمانہ پہلے لوگوں نے کہا تھا کہ یہ جو آواز ہے، قرآن شریف میں آتا ہے کہ جو تم بولتے ہو۔ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۔ جو تم بات زبان سے نکالتے ہو، تمہاری

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

بقیہ: حضرت آدم علیہ السلام

ان (حقائق) کے نام بتلا دو۔ جب آدم نے بتلا دیئے، تو اللہ نے فرمایا۔ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ آسمان و زمین کے تمام غیب مجھ پر روشن ہیں، اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو وہ بھی میرے علم میں ہے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو وہ بھی مجھ سے مخفی نہیں ؟

حضرت آدم کے اس شرف علم کے متعلق مفسرین کی دو رائے ہیں ایک یہ کہ کائنات کی وہ تمام اشیاء جو ماضی سے مستقبل تک وجود میں آنے والی تھیں اُن سب کے نام اور ان کی حقیقت کا علم حضرت آدم علیہ السلام کو دے دیا گیا۔ دوسری رائے یہ ہے کہ اس وقت جس قدر اشیاء بھی عالم کائنات میں موجود تھیں اور حضرت آدم کے سامنے ان کا مظاہرہ کیا گیا تھا ان سب کا علم عطا کیا گیا۔ اور "الاسماء کلھا" (تمام چیزوں کے نام) کا اطلاق جس طرح کائنات کی ماضی و مستقبل کی تمام اشیاء پر ہوتا ہے اُسی طرح اس وقت کی تمام موجودہ اشیاء پر بھی بغیر کسی تاویل کے ہو سکتا ہے اور یہ کہ "انبئونی باسماء ھؤلاء" میں "ھؤلاء" سے اکثر موجود و محسوس یعنی حاضر ہی کی جانب اشارہ مقصود ہوا کرتا ہے۔

بہر حال حضرت آدم کو صفت "علم" اس طرح نوازا گیا کہ فرشتوں کے لیئے بھی ان کی برتری اور استحقاق خلافت کے اقرار کے علاوہ چارۂ کار نہ رہا، اور یہ ماننا پڑا کہ اگر ہم زمین پر اللہ تعالےٰ کا خلیفہ بنائے جاتے تو کائنات کے تمام بھیدوں سے ناآشنا رہتے اور قدرت نے جو خواص اور علوم ودیعت کئے ہیں ان سے یکسر ناواقف ہوتے ۔ اس لیئے کہ نہ ہم خورد و نوش کے محتاج ہیں کہ زمین میں ودیعت شدہ رزق اور خزانوں کی جستجو کرتے، نہ ہمیں غرق کا اندیشہ کہ کشتیوں اور جہازوں کی ایجاد کرتے، نہ مرض کا خوف کہ قسم قسم کے معالجات، اشیاء کے خواص کیمیائی مرکبات، فوائد طبیعات و فلکیات، طبی ایجادات، علوم نفسیات و وجدانیات اور اسی طرح کے بیش بہا اور بیشمار علوم و فنون کے اسرار اور ان کی حکمتوں سے واقف ہو سکتے۔ بلاشبہ یہ صرف حضرت انسان ہی کے لیئے موزوں تھا کہ وہ زمین پر خدا کا خلیفہ بنے اور ان تمام حقائق و معارف اور علوم و فنون کے رازوں سے واقف ہو کر نیابت الٰہی کا صحیح حق ادا کرے۔

حضرت آدم کا قیام جنت اور حوا کی زوجیت

حضرت آدم ایک عرصہ تک تنہا زندگی بسر کرتے رہے مگر اپنی زندگی اور راحت و سکون میں ایک وحشت اور خلا محسوس کرتے تھے۔ اور ان کی طبیعت اور فطرت کسی مونس و ہمدم کی جویا نظر آتی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے حضرت حوا کو پیدا کیا اور حضرت آدم اپنا ہمدم اور رفیق پا کر بے حد مسرور ہوتے اور اطمینان قلب محسوس کیا۔ حضرت آدم اور حضرت حوا کو اجازت تھی کہ وہ "جنت" میں رہیں سہیں اور اس کی ہر چیز سے فائدہ اٹھائیں۔ مگر ایک درخت کو معین کر کے بتایا گیا کہ اس کو نہ کھائیں بلکہ اس کے پاس تک نہ جائیں ۔ (باقی آئندہ)

(بقیہ ص[illegible] سے آگے)

کہا گیا تو شان بے نیازی سے سر جھٹک دیا ان کی دیانت و امانت کو دیکھ کر قرن اولی کے مسلمانوں کا دھوکہ ہوتا ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کی پائی پائی کا حساب محمد علی ہی کے دم قدم کا نتیجہ ہے یہ ان کی زندگی کا ایسا روشن پہلو ہے کہ مخالف بھی انگلی نہیں اٹھا سکتے حساب و کتاب کا معاملہ میں خدا نے انہیں خاص ملکہ عطا فرمایا ہے۔

انہوں نے سفید سامراج اور اس کے گماشتوں کے خلاف ہمیشہ علم بغاوت بلند کئے رکھا اور متعدد بار قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں مجموعی قید چار برس ہے۔ حضرت امیر شریعت لطیف مذاق سے غمزدہ اور پریشان ساتھیوں کا دل بھلاتے۔ انہیں ساتھیوں کی دلداری کا بہت خیال رہتا خصوصاً مولانا کی دلداری کا بہت خیال فرماتے۔ بقول مولانا تاج محمود ایک مرتبہ مولانا سندھ کے دورے سے واپس آئے سفر کی تکان، طبیعت ناساز، گلا خراب، افسردہ حال شاہ جی کی خدمت میں آپہنچے آپ خود بیمار تھے۔ دونوں نے ایک دوسرے کی بیمار پرسی کی شاہ جی مولانا کا بیحد احترام کرتے تھے پوچھا محمد علی کیا حال ہے؟ جواب دیا شاہ جی سفر بہت تھا بیمار ہوگیا تقریریں کرنا پڑیں طبیعت سخت خراب ہوگئی اور گلا بھی خراب ہوگیا شاہ جی لیٹے تھے اٹھ بیٹھے فرمایا محمد علی خدا کا خوف کر! تیرا گلا خراب ہوگیا ہے؟ یہ پہلے کون سا لحن داؤدی تھا جواب خراب ہوا ہے حاضرین ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہوگئے شاہ جی خود بھی ہنس دیے مولانا کی ساری خرابی طبیعت جاتی رہی چہرہ کھل گیا۔ یہ واقعہ امیر شریعت اور مولانا کے تعلقات کی غمازی کرتا ہے محبت و تعلق اس واقعہ سے چھلک رہے ہیں

وہ خود دولتمند ہیں قوم کی رقم کے صحیح محافظ اور امین! جماعت کے لئے ان کا سب کچھ قربان ہے کوئی اپنی ذات کے مسلئے کچھ دیدے تو جماعتی فنڈ میں جمع کرکے فرمائیں گے جماعت میری نہیں جماعت کا وہ مرد درویش ہزار مخالفتوں اور نامساعد حالات کے باوجود بخاری مرحوم کے مشن کو چلا رہا ہے۔ حق تعالی اسے عمر خضر عطا فرمائے

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن لاہور

ایک نیا بِل

(گزشتہ سے پیوستہ)

۵ اور اگر مذکر کو دو مونث کے برابر کو عام مانا گیا کہ اصل ہو یا نسل مگر ترکہ و میراث میں بھی عام ہے۔ تو اس آیت کے خلاف ہوگا کہ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ کہ ماں باپ ہر ایک کو ⅙ ملے گا۔ مذکر کا حصہ دوگنا کرنا اس آیت کے خلاف میں آتا ہے۔ کہ یہاں مرد و عورت کا برابر ہے۔

۶ اور لازم آئے گا۔ کہ اگر اولاد اور بھائی بہن نہ ہوں تو بھتیجا بھتیجی کو مذکر کو دوگنا مونث سے ہو۔ حالانکہ یہاں بھتیجیوں کا بالکل بھی کوئی حصہ نہیں ہوتا ساری امت کی یہی تحقیق ہے

اور حدیث شریف میں صاف موجود ہے کہ ذوی الفروض کو ان کا حق دو پھر جو باقی ہے وہ قریبی مرد مذکر کے لئے ہے یعنی عورت کے لئے بالکل نہیں

۷ یہ آیت دو جگہ ہے۔ ایک جگہ اولاد کے لئے دوسری جگہ بہن بھائی کے لئے تو جیسے بہن بھائی کے حق میں ترکہ و میراث کے مسئلہ میں خاص کر ہے ایسی ہی اولاد کے بارہ میں خاص کر ترکہ و میراث کے باب میں ہے اس کے علاوہ کے لئے استعمال کرنا قرآن مجید کے احکام کیلئے خلاف ہوگا۔ جیسے بہن بھائی کے بارہ میں یہ قانون علاوہ ترکہ و میراث کے خلاف قرآن ہے۔ یہاں بھی خلاف قرآن بنے گا۔ وہاں زندگی کا ہبہ کم و بیش درست بھی ہے

۸ یہ میراث کے قوانین بلا واسطہ فرشتے اور نبی کے براہ راست اللہ تعالے کے مقرر کئے ہوئے ہیں۔ ان میں ہی بعض میں یہ فرمایا ہے۔ کہ مذکر کو دو مؤنث کے برابر ہے۔ یعنی ہم نے میراث کا یہ قانون بعض میں مقرر کیا ہے۔ زندگی میں انسانی اختیار چلتا ہے۔ مرنے کے بعد صرف خدا تعالے کے مقرر حصوں سے دینا ہے۔ یہاں بعد وفات کا حصہ بتایا گیا۔ قبل وفات کا قانون یہاں بیان ہی نہیں، خود آدمی کے دینے نہ دینے کا یہاں بیان ہی نہیں زندگی میں کل کا کل منقولہ غیر منقولہ ترکہ کوئی فروخت کردے عاریت دیدے ہبہ کردے خصوصاً غیر کو یا صدقہ وقف کردے یا کسی غیر کو کم کسی کو زیادہ دے دے آیت بلکہ حدیث میں بھی منع نہیں یہاں اس کا بیان ہی نہیں ہاں حدیث میں مرض الموت سے پہلے تک کل ہبہ بھی وقف کل صدقہ کا حق اور مرض الوفات میں مثل وصیت کے تہائی کا حق وہ بھی غیر وارث کے لئے ہے یہاں آیت میں تو براہ راست حق کہ خود خدا تعالے کے مقرر کرنے کا بیان ہے۔ اس کو بندوں کے تقرر پر محمول کرنا قرآن شریف کے خلاف ہے ایسا کرنا اہل علم سے بعید ہے

۹ ساری امت میں کسی نے نہ صحابہ نے نہ تابعین آئمہ مجتہدین محدثین مفسرین اور فقہاء کرام نے کہیں اس آیت کو اس عام مفہوم پر قرار نہیں دیا جو اس کی دلیل ہے کہ یہ مفہوم امت کے خلاف اور احکام شرع کی مخالفت کا مفہوم ہے۔ اس پر مسئلہ کا مدار قرار دینا صحیح نہ ہوگا۔

۱۰ اگر آیت کا مفہوم یوں عام ہوتا۔ تو حضور نعمان بن بشیر کے قصہ میں یہی فرماتے کہ مذکر کو دو مونث کے برابر دو یہ نہیں فرمایا فرمایا تو یہ فرمایا کیا سب بچوں کو اس کے برابر دیا ہے۔ جیسے کہ اوپر اس حدیث کے بہت روایتوں کے لفظ ذکر ہو چکے ہیں۔ اس لئے یہ ساری امت کے بلکہ خود حضور کے اور قرآن مجید کے خلاف مفہوم تجویز کرنا کسی طرح درست نہیں ہو سکتا۔ اور اوپر عرض کر دیا گیا ہے یہ عقلاً بھی بالکل ناممکن ہے۔ کہ زندگی میں نہ مذکر اولاد کا حصہ معین ہونا ممکن ہے نہ مونث کا نہ دو مونث کا نہ دوسری جگہ کے لفظوں میں بھائی اور بہن کا اور جب معین ہی نہیں ہو سکتا تو اس کے موافق ہبہ کرنا نہ کرنا ہی ممکن نہیں ہو سکتا امید ہے کہ سب حضرات اس پر غور فرمائیں گے۔

ایک بات کو سامنے رکھ کر تمام مسائل میں رد و بدل کرنا جائز بات نہیں بن سکتی ارشاد باری ہے۔ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى تم کو کسی قوم کا بغض

(باقی ص۱۸ پر)

تعارف و تبصرہ

مضطر گجراتی

نام کتاب ۔ جنت اور اُس کی بہاریں
مولّفہ ۔ مولانا محمد ادریس انصاری
ناشر ۔ محمود الحسن نور محمد ۱۴ ابی شاہ عالم مارکیٹ لاہور
ضخامت ۴۸ صفحات ۔ قیمت ایک روپیہ ۲۵ پیسے

جنت کا تصور تمام صحائف آسمانی میں موجود ہے اور دنیا کے تمام مذاہب کے پیرو اس پر اپنے اپنے عقیدے کے مطابق اعتقاد رکھتے ہیں ۔ فلاسفہ مغرب نے اس تصور کا کسی قدر مذاق اڑایا ہے اور بنتھم اور اُس کے ہمنواؤں نے بہشت و دوزخ کے وجودی تصور کو تسلیم نہیں کیا ۔ لیکن مغرب ہی کے کئی مفکروں نے خود ان کا ابطال کیا ہے ۔ چنانچہ کارلائل نے اس پر معقول بحث کرتے ہوئے بنتھم کے نظریات کا رد کیا ہے ۔ بہر حال ہم مسلمان صدق دل سے بہشت و دوزخ کے وجودی تصور پر ایمان رکھتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کی آخری مکمل غیر محرف اور ابدی کتاب قرآن مجید میں جو قیامت تک کے لئے تمام انسانوں کا واحد دستور حیات ہے ۔ اعمال کی جزا و سزا کے آخری ٹھکانے بہشت و دوزخ قرار دیئے گئے ہیں اس صحیفۂ الٰہی میں بہشت و دوزخ کے مناظر جس فصیح و بلیغ انداز میں پیش فرمائے گئے ہیں دنیا کا کوئی مذہب اُن کی نظیر پیش نہیں کر سکتا ۔ اور نہ قیامت تک پیش کر سکے گا ۔ ضرورت تھی ۔ کہ عام مسلمانوں کی واقفیت کے لئے آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہؐ کی مدد سے جنت کے مناظر دکھائے جائیں ۔ چنانچہ مولف نے یہ خدمت سلیقے سے انجام دی ہے ۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزا دے ۔ زیر نظر کتاب بالکل تھوڑے وقت میں قارئین کو جنت آسمانی کی تفصیلات سے آگاہ کر دے گی ہر مسلمان کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے ۔ تاکہ حصول جنت کی رغبت اور اعمال صالحہ کی تحریک پیدا ہو ۔

کتابچہ موسومہ بہ "ترقی اور اسلام" ۴۸ صفحات
مصنفہ ۔ شیخ الاسلام مولانا شمس الحق افغانی مدظلہ
ناشر ۔ ندوۃ المولفین ۔ ۸۷ آر ۔ اے بازار لاہور چھاؤنی

ایک عرصے سے جید علمائے اسلام کے رشحاتِ زبان و قلم کو جدید تقاضوں کی روشنی میں پیش کرنے کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی ۔ الحمدللہ کہ ندوۃ المولفین نے اس مبارک سلسلے کی ابتدا کر دی ہے اللہم زد فزد ۔

زیر نظر کتابچہ حضرت مولانا افغانی مدظلہ کے ایک بلند پایہ دینی مقالے پر مشتمل ہے جو موصوف نے "ترقی اور اسلام" کے نام سے لکھا ہے ۔ موصوف دینی مباحث میں گہری نظر رکھتے ہیں ، اور جدید و قدیم علوم سے واقف ہیں ۔ بہت کم اہل علم ہیں ۔ جنہیں اسلام کو جدید تقاضوں کے مطابق دوسروں کے سامنے پیش کرنے پر قدرت حاصل ہے ۔ علامہ افغانی اس لحاظ سے علمائے عصر میں ایک امتیازی مقام کے مالک ہیں ۔ اُنہوں نے مغربی تہذیب و معاشرہ کی ہلاکت آفرینیوں کے پیش نظر اسلام کو تریاق اور آب حیات کے طور پر جس کامیابی سے پیش کیا ہے وہ اُنہی کا حصہ ہے ۔

فی الحقیقت مغربی اقوام کی تمام جدوجہد اور سعی و عمل انسان کے مادی ارتقا کے لئے وقف ہے ۔ اور اس میں مغربیوں نے بے شک قابل ذکر ترقی کی ہے ۔ لیکن غور سے دیکھا جائے ۔ تو اس مادی ارتقا اور اس سے متعلقہ انہماک نے قلبی سکون ہی کو برباد نہیں کیا ۔ بلکہ انسانیت کو بھی انتہائی پستیوں میں گرا دیا ہے ۔ مولانا افغانی نے اس مقالے میں مغرب کے "مادی ارتقا" اور اُس کے مہلک نتائج کا جائزہ لیتے ہوئے اسلامی نکتہ نظر سے انسانی ترقی کا صحیح اور جامع تصور پیش کیا ہے ۔ اور بتایا ہے ۔ کہ اسلام جسم کے ساتھ ساتھ روح کی ترقی کے کون کون سے اسباب مہیا کرتا ہے اور معاشرۂ انسانی کو کس طرح قابل رشک ترقی کے منازل طے کرا کر بامِ عروج پر پہنچاتا ہے جو لوگ عام طور پر اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے ۔ وہ اس کتابچے میں اس کا شافی جواب پائیں گے تعلیمیافتہ لوگوں اور نوجوان طلبا کے لئے اس مقالے کا مطالعہ نہایت ضروری ہے ۔ انہیں اس میں انسانی زندگی کی مکمل ترقی کی پوری رہنمائی ملے گی اور وہ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچیں گے ۔ کہ صحیح انسانی ترقی صرف اسلام ہی میں ہے ۔ کتابت دیدہ زیب طباعت آفسٹ پر اور سرورق آرٹ پیپر کا ہے جسے دیکھ کر ندوۃ المولفین کے حسن ذوق اور محنت کی داد دینی پڑتی ہے امید ہے کہ ندوہ اس سلسلے کی اگلی کڑیاں یکے بعد دیگرے ...... جلد جلد منظر عام پر لانے کی سعی جاری رکھے گا ۔

کتابچے کی قیمت سفید عمدہ کاغذ فی کاپی ۷۵ پیسے اور نیوز پرنٹ فی کاپی ۵۰ پیسے علاوہ محصولڈاک ۔ تاجروں کے لئے ۳۳ فیصد رعایت رکھی گئی ہے ۔

محمد امین مرحوم کا اسلامی لٹریچر

جناب محمد امین صاحب مرحوم (دہلی کالونی کراچی) گزشتہ شعبان ۱۳۸۶ھ میں اس دار فانی سے کوچ فرما گئے تھے ۔ جس کی اطلاع "خدام الدین" کے ذریعہ سے پہنچائی گئی تھی ۔ مرحوم کی زندگی کا مشن ہی تبلیغ اسلام تھا اور اسلامی مسائل عام فہم اور مختصر الفاظ میں پوسٹروں کی شکل میں شائع فرماتے تھے ان کی وفات کے بعد بھی ان کے بڑے صاحبزادے محترم نسیم صاحب نے اس سلسلے کو برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا ہے ۔ اس لئے ایسے حضرات جو کہ مرحوم کے شائع کردہ ۱۳۴ پوسٹروں میں سے جو جو مفید اور مؤثر خیال کرتے ہوں اُن کے ناموں سے ہمیں مطلع کریں تاکہ دوبارہ انہیں طبع کروا کر مرحوم کے لئے ایصال ثواب کیا جائے ۔

محمد رمضان معرفت مدرسہ تعلیم الفرقان ۔ چاکیواڑہ ۳ کراچی ۲

صدمہ

مولانا محمد رمضان علوی خطیب جامع مسجد گلشن آباد (اکال گڑھ) راولپنڈی جوالہ سالہ بھانجا ظہور احمد پونے دو سال علالت کے بعد ۲۸ کو اس دار فانی سے کوچ کر گیا ۔ مرحوم کا آج سے پونے دو سال قبل ریلوے انجن سے ایکسیڈنٹ ہوا تھا جس کی وجہ سے ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی ۔ جو آخر نام لیوا ثابت ہوئی احباب سے درخواست ہے کہ مرحوم کے لئے دعا مغفرت کریں ۔ اور مولانا اور دیگر پسماندگان کے لئے صبر کی دعا کریں ۔ (خورشید بھروی)

نوٹ :۔ ادارہ خدام الدین اس صدمہ میں حضرت مولانا کا شریک غم ہے اور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے ۔ آمین

چوتھا سالانہ جلسہ

جامعہ اشرفیہ مجلس خدام الدین کا چوتھا سالانہ جلسہ ۲۲ ، ۲۳ ، ۲۴ ستمبر بروز جمعہ ۔ ہفتہ ۔ اتوار بمطابق ۱۷ ، ۱۸ ، ۱۹ جمادی الثانی کو منعقد ہو رہا ہے ۔ جس میں ملک بھر کے علماء مشائخ اکابرین تشریف لا رہے ہیں ۔

(عبد اللطیف انور)

حضرت العلامہ مولانا دوست محمد صاحب قریشی

۲۹ ستمبر کا جمعہ جامع مسجد مرکزی علی پور چٹھہ ضلع گوجرانوالہ میں پڑھائیں گے ۔

المعلن :۔ محمد اقبال نعمانی ناظم جامعہ ہذا

عورتوں کا صفحہ

غم گسار نبی صلی اللہ علیہ وسلم

سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(مولانا عاشق الٰہی)

(۲)

نبوت مل جانے کے بعد جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دینی شروع کر دی تو مشرکین مکہ آپؐ کے دشمن ہو گئے اور طرح طرح سے ستانے لگے۔ ساری قوم دشمن، عزیز و اقرباء سب ہی مخالف، ایسے مصیبت کے وقت میں آپؐ کے غم خوار صرف ابو طالب اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ البدایہ میں لکھا ہے:۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ اور رسول اللہ پر سب سے پہلے اسلام لانے والی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کی تصدیق کرنے والی تھیں۔ ان کے اسلام قبول کرنے سے اللہ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مصیبت ہلکی کر دی۔

جس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ جب دعوت اسلام دینے پر آپؐ کو اُلٹا جواب دیا جاتا اور آپؐ کو جھٹلایا جاتا تو اس سے جو آپؐ کو رنج پہونچتا، حضرت خدیجہؓ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اس رنج کو دور فرما دیتے تھے۔ جب آپؐ گھر میں تشریف لاتے تو وہ آپ کی ہمت مضبوط کرتیں، رنج ہلکا کرتیں۔ اور آپؐ کی تصدیق بھی کرتیں اور لوگوں کی مخالفت کو بے جان بنا کر پیش کرتیں۔"

سیرت ابن ہشام میں لکھا ہے۔

وکانت لہ وزیر صدق علی الاسلام

یعنی حضرت خدیجہؓ اسلام کے بارے میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مشیر کار تھیں۔ ہر وہ مصیبت جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آتی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پوری طرح آپؐ کی شریک غم رہتیں۔ اور خود بھی آپؐ کے ساتھ تکلیفیں سہتی تھیں، آپؐ کی ہمت بندھاتے اور ہر آڑے وقت میں آپ کا ساتھ دینے میں ان کو خاص فضیلت حاصل ہے۔

ایک مرتبہ مشرکین مکہ نے آپس میں یہ معاہدہ کیا کہ سارے بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کا بائیکاٹ کیا جاوے نہ ان کو کوئی شخص اپنے پاس بیٹھنے دے نہ بات کرے نہ ان سے خریدے۔ نہ ان کے ہاتھ بیچے نہ ان میں سے کسی کو اپنے گھر آنے دے۔ اور اُس وقت صلح نہ کی جاوے۔ جب تک کہ یہ لوگ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے لئے ہمارے حوالہ نہ کر دیں یہ معاہدہ تحریری لکھ کر کعبہ محترمہ پر لٹکا دیا گیا۔ تاکہ ہر شخص اس کا احترام کرے۔ اس معاہدہ کی وجہ سے آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سارے بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب تین سال تک دو پہاڑیوں کے درمیان ایک گھاٹی میں محصور رہے۔ ان تین برس میں فاقوں پر فاقے گزرے مرد و عورت بچے سب ہی بھوک سے دو چار ہوئے بچے بھوک سے بے تاب ہو کر روتے اور چیختے تو ان کے والدین کو اور بھی زیادہ دکھ ہوتا تھا۔ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آپؐ کی اولاد سب ہی اس گھاٹی میں رہے اور دین کے لئے فاقے جھیلے اور مصیبت کے دن کاٹے۔ آخر تین برس بعد معاہدہ والی تحریر کو دیمک نے کھا لیا تب اس گھاٹی سے نکلنا نصیب ہوا (من البدایہ) بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب میں جو لوگ کافر تھے وہ بھی حمیت قومی کی وجہ سے اس مصیبت میں شریک ہوئے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کے لئے کفار کے حوالہ کر دینے پر آمادہ نہ ہوئے۔

اسلام کے فروغ میں حضرت خدیجہؓ کا مال بھی لگا

حضرت خدیجہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت گزاری اور دل داری میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تھا۔ اور اپنے مال کو بھی اسلام اور داعی اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ضروریات کے لئے اس طرح پیش کر دیا تھا جیسے اس میں خود ملکیت کا حق نہیں رہا۔ قرآن مجید میں اللہ جل شانہٗ نے جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ ۝ (اور آپؐ کو اللہ نے بے مال والا پایا، پس غنی کر دیا) سے خطاب فرمایا ہے۔ اس کی تفسیر میں حضرات مفسرین لکھتے ہیں ای بمال خدیجہ (کذا فی المدارک) یعنی اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو خدیجہ کے مال کے ذریعہ غنی فرما دیا۔ جو کچھ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھا۔ وہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا تھا۔ آپؐ نے ان کے احسان کو اس طرح ظاہر فرمایا واستنی بمالہا کہ خدیجہؓ نے اپنے مال سے میری ہمدردی کی۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ میں فروخت ہو رہے تھے۔ ان کو اپنے مال سے خرید کر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپؐ نے ان کو آزاد کر کے اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سابقین اولین میں سے ہیں۔ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے ان کو غلامی سے چھڑا کر اسلام کے کاموں میں لگا دینے کا ذریعہ[۳]

۳۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی ہیں۔ (باقی آئندہ)

مجلس تحفظ ختم نبوت کی مشنری سرگرمیاں

اکابرین تحفظ ختم نبوت کی انتہائی خواہش تھی کہ غیر ممالک میں تبلیغ اسلام کی صورت پیدا ہو۔ خصوصًا قادیانیت جس کی ابتداء پنجاب سے ہوئی۔ اس کا تعاقب ہر اس جگہ کیا جائے۔ جہاں جہاں کہ اس نے ارتداد کے پاؤں پھیلا رکھے ہیں۔ لیکن ایسا انتظام نہ ہو پاتا تھا ایک سے زائد مرتبہ حصول پاسپورٹ کی کوششیں کی گئیں۔ لیکن ناکام رہیں۔ اس سال فضل ایزدی شامل حال ہوا۔ کہ مناظر اسلام مولانا لال حسین صاحب ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان بعض احباب کی مخلصانہ مساعی سے ربیع الاول ۱۳۸۶ھ میں عازم انگلینڈ ہوئے۔

ایران کی سرحد پر جب ایک ایرانی افسر نے یہ معلوم ہونے پر کہ آپ تبلیغ اسلام کے لئے جا رہے ہیں۔ سوال کیا۔ کہ آپ سنی مذہب کی تبلیغ کریں گے۔ یا شیعہ کی تو مناظر اسلام نے مختصر جواب میں اپنے نصب العین کو کیا خوب بیان کیا عیسائیوں میں توحید۔ عبدیت مسیح علیہ السلام بیان کرکے صداقت اسلام پیش کروں گا۔ اور قادیانیوں میں ختم نبوت ظہور امام مہدی و نزول مسیح علیہ السلام بیان کروں گا وہ افسر بہت مسرور ہوئے۔ اور پھر از خود قادیانیوں اور بہائیوں کا تقابل بیان کرتے رہے۔

بحمد اللہ مناظر اسلام زید مجدہم اپنے رفیق کار راؤ شمشیر علی کے ہمراہ انگلینڈ میں تبلیغ اسلام۔ تردید عیسائیت و مرزائیت کا کام تندہی سے کر رہے ہیں۔ ان کے کام کا ایک دور مرزا ناصر احمد خلیفہ ربوہ کے دورہ انگلینڈ کے موقعہ پر تھا۔ جو باحسن صورت تکمیل کو پہنچا انگلینڈ میں جا بجا مجلس تحفظ ختم نبوت کی شاخیں قائم ہو رہی ہیں۔ تبلیغی کام کا دوسرا دور مذکورہ ذیل ہے۔ جو اس وقت شروع ہے۔ آئندہ دورہ کی تفصیل بعد میں ارسال کریں گے۔

۱۲ اگست ہونسلو۔ ۱۳ ایسٹ لنڈن ۱۹ ساؤتھال ۲۰ ووکنگ ۲۹ گلاسگو ۲۶ ایڈنبرا ۲ ستمبر اولڈہم ۳ ستمبر مانچسٹر ۹ ستمبر برمنگھم۔ ۱۰ ستمبر کاونٹری ۱۶ ستمبر نوٹنگھم ۱۷ ستمبر لسٹر۔ ۲۵ ستمبر بریڈ فورڈ۔ تاریخوں کے باقی ایام ملحقہ آبادیوں اور شہروں میں درس قرآن و مختلف تقاریب میں بیانات کا اہتمام کیا گیا ہے۔ انگلینڈ میں مقیم پاکستانی مسلمان حضرت مناظر اسلام سے والہانہ اشتراک عمل کر رہے ہیں۔ اللّٰھم زد فزد۔

ناظم تحفظ ختم نبوت پاکستان۔ ملتان

نہ لڑائی تھی نہ صلح ہوئی

بعض دوستوں نے اپنی تقریروں میں اعلان کیا۔ کہ محمد علی جالندھری اور مولانا غلام اللہ خاں صاحب کی صلح ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون جن دوستوں نے ایسا کوئی اعلان کیا ہے۔ انہوں نے میرے انصاف نہیں کیا۔ مولانا غلام اللہ صاحب سے میری کوئی لڑائی نہ تھی۔ جو کہا جاوے۔ کہ اب صلح ہو گئی ہے با وجود اختلاف کے ملنے ملانے میں کوئی امر مانع نہ تھا۔ صرف مسائل کا اختلاف تھا۔ سو اب تک باقی ہے۔ امید ہے کہ اب کوئی غلط فہمی نہ رہے گی۔ محمد علی جالندھری

ایک مرد درویش کی رحلت

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علیؒ کے دیرینہ خادم بابا قائم الدین تقریبًا ۷۰ سال کی عمر پوری کرکے مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۶۷ء کو عین اس وقت جب کہ نماز ظہر کی جماعت کی تکبیر ہو رہی تھی۔ یکایک اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو سدھار گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم مسجد شیرانوالہ میں خادم مسجد کی حیثیت سے ۱۹۲۰ء میں آئے اور حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ ہو گئے۔ نہایت شریف النفس، خلیق، ہنس مکھ، مرنجاں مرنج انسان تھے۔ صلوٰۃ و صوم کے انتہائی پابند تھے۔ حتیٰ کہ ان کی نماز تہجد بھی کبھی قضا ہوتے نہیں دیکھی گئی جب سے وہ آئے اس مسجد ہی کے ہو رہے۔ اور بالآخر مسجد میں ہی نماز کی تیاری کرتے ہوئے جان جان آفریں کے حوالے کی۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اگر کسی نے جنتی کو اس دنیا میں دیکھنا ہو تو بابا قائم الدین کو دیکھ لے حق مغفرت کرے عجب درویش مرد تھا۔

ان کی موت اس عالم میں ہوئی۔ کہ کسی کو ان کے ابدی نیند سو جانے کا وہم و گمان بھی نہ تھا۔ صرف دو دن معمولی طور پر بیمار رہے اور خالق حقیقی سے جا ملے زندگی میں حج بیت اللہ سے بھی مشرف ہوئے سینتالیس سال کا طویل عرصہ مسجد میں گزار دینا اور وہ بھی پوری دینی پابندیوں کے ساتھ، ایسا قابل رشک عمل ہے۔ جس کی توفیق ایک جنتی انسان ہی کو عطا ہوتی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

قارئین خدام الدین سے ہماری استدعا ہے کہ مرحوم کے لئے ایصال ثواب فرمائیں

(ادارہ)

تنظیم اہلسنت پاکستان کے زیر اہتمام

دو روزہ عظیم الشان

خلافت راشدہ کانفرنس

بمقام بیرون باغ موچی گیٹ مورخہ ۲۳، ۲۴ ستمبر ۱۹۶۷ء مطابق ۱۸، ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۸۷ھ بروز ہفتہ اتوار زیر سرپرستی جانشین شیخ التفسیرؒ حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ منعقد ہو رہی ہے جس میں مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری، مولانا محمد علی جالندھری، علامہ دوست محمد قریشی، مولانا عبدالستار تونسوی، مولانا کوثر نیازی، مولانا ضیاء القاسمی، مولانا قائم الدین، مولانا مناظر حسین نظر، مولانا عبدالشکور دین پوری، مولانا عبدالقادر آزاد، مولانا عبدالعزیز بھٹی، مولانا غلام قادر صاحب ملتانی، مولانا عطاء اللہ صاحب لیہ، مولانا عبدالحی صاحب عابد، مولانا نصر اللہ جھنگوی، مولانا سید کرم حسین شاہ صاحب بخاری، مولانا محمد رمضان صاحب ملتانی، جناب خان محمد کمتر، حافظ سلطان احمد، سید امن گیلانی، محمد بخش، احمد بخش چشتی، نذر محمد خان اور دوسرے اکابرین اہل سنت خطاب فرمائیں گے مفصل پروگرام اگلے پرچہ میں شائع ہو گا

اویس احمد نبلی ناظم تنظیم اہلسنت لاہور

مدرسہ جامعہ اشرفیہ رجسٹرڈ شاہ کوٹ (شیخوپورہ) کا چوتھا سالانہ

جلسہ

زیر سرپرستی حافظ القرآن والحدیث حضرت مولانا عبداللہ صاحب درخواستی مہتمم مدرسہ مخزن العلوم خانپور۔ ولی کامل الحاج مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی جانشین شیخ التفسیر الحاج مولانا احمد علی نور اللہ مرقدہ لاہوری بتاریخ ۲۲، ۲۳، ۲۴ ستمبر ۱۹۶۷ء بمطابق ۱۷، ۱۸، ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۸۷ھ بروز جمعہ ہفتہ اتوار بمقام جامع مسجد مدنی سابقہ روایات کے مطابق منعقد ہو رہا ہے جس میں ملک بھر کے اکابر علماء و مشائخ شرکت فرما رہے ہیں۔ قرآن مجید کی عظمت کے پیش نظر اس سال مجلس حسن قرأت کا بھی انتظام کیا گیا ہے اور مدرسہ سے فارغ ہونے والے تین طلباء اور دو طالبات کو دستار فضیلت سے نوازا جائے گا۔

عبداللطیف انور مہتمم جامعہ اشرفیہ شاہکوٹ

بیسواں سالانہ جلسہ

مدرسہ حسینیہ حنفیہ رجسٹرڈ سلانوالی کا بیسواں سالانہ جلسہ مورخہ ۲۲، ۲۳، ۲۴ ستمبر ۱۹۶۷ء بروز جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار بمقام چوک مدنی جامع مسجد میں منعقد ہو گا۔

جس میں

حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی مولانا پیر سید خورشید احمد شاہ صاحب مولانا محمد ابراہیم صاحب مولانا محمد عبداللہ صاحب جامع رشیدیہ ساہیوال مولانا مفتی محمود صاحب ابن امیر شریعت ابوذر ابو معاویہ مولانا سید عطاء المنعم شاہ بخاری مولانا قاری محمد اجمل۔ مولانا منظور احمد صاحب۔ مولانا عبدالوارث صاحب ابن عبداللہ دھرم کوٹی مولانا فضل الرحمن صاحب مولانا محمد حسین صاحب مسافر۔ مولانا عبدالکریم صاحب بیرجھنڈوی مولانا محمد الیاس صاحب کوناگی تقاریر فرمائیں گے

حافظ محمد ادریس پانی پتی مدرسہ حسینیہ حنفیہ

علاماتِ قیامت

از: حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ محدث دہلوی
مرسلہ: ایم عبد الرحمٰن لودھیانوی، شیخوپورہ

قیامت کی علامتوں میں سب سے پہلی علامت حضرت خاتم النبیین کا وجودِ مسعود اور آپ کی وفات ہے۔ کیونکہ آپؐ کے پیدا ہونے کے بعد کمالات میں سے بہترین کمال جو نبوت و رسالت ہے، دنیا سے منقطع ہو گیا۔ اور آپ کی وفاتِ حسرت آیات کی وجہ سے آسمانی وحی اور خبر کا سلسلہ دنیا میں آنا بند ہو گیا۔ آپؐ پر جہاد کے حکم کی تکمیل ہوئی تاکہ زمین کو مفسدوں سے پاک کر دیں۔ یہ سب قیامت کی نشانیاں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی بہت سی علامتیں بیان کی ہیں۔ جس کی دو قسمیں ہیں:-

۱۔ علاماتِ صغریٰ

چھوٹی چھوٹی علامات جو کہ آپ کی وفات سے امام مہدی کے ظہور سے نفخ صور تک وجود میں آتی رہیں گی اور آغازِ قیامت یہیں سے ہو گا۔

قیامت کی علاماتِ صغریٰ کے متعلق حضرت علی کرّم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ پیغمبرِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ کہ جب حکّام زمین و ملک کے لگان و محصول کو اپنی ذاتی دولت بنائیں، زکوٰۃ بطورِ تاوان ادا کریں، لوگ امانت کو مالِ غنیمت کی طرح حلال و طیّب سمجھیں، شوہر اپنی بیوی کی بے جا اطاعت کرے اور اولاد والدین کی نافرمانی اور برے لوگوں سے دوستی کرے، علمِ دین دنیا کی غرض حاصل کرنے کے لئے سیکھا جائے، ہر قبیلہ و قوم میں ایسے لوگ سردار بن جائیں جو ان میں سب سے زیادہ کمینے، بدخلق اور لالچی ہوں، انتظامات ایسے شخص کے سپرد کئے جائیں جو ان کے لائق نہ ہو، خوفِ ضرر کی وجہ سے ایسے آدمیوں کی تعظیم و تکریم کی جائے جو خلافِ شرع ہوں، شراب خوری ظاہر ہونے لگے، آلاتِ لہو و لعب اور ناچ گانے کا رواج عام ہو جائے، زناکاری کی کثرت ہو، امّت کے پچھلے لوگ اگلوں پر لعنت و طعنہ زنی کرنے لگیں تو اس وقت جھکڑ، نہایت سرخ آندھی اور دیگر علاماتِ عذاب کے آنے کا انتظار کرو۔ جیسے زمین کا دھنسنا، آسمان سے پتھروں کا برسنا، صورتوں کا بدل جانا۔ ان کے علاوہ دوسری علامتیں بھی اسی طرح پے در پے ظہور پذیر ہونے لگیں گی۔ جیسے تسبیح کا ڈورا ٹوٹ جائے۔ اور اس کے دانے یکے بعد دیگرے گرنے شروع ہو جاتے ہیں۔

دوسری حدیثوں میں آیا ہے کہ قیامت کی علامتوں میں سے لونڈیوں کی اولاد کی کثرت، بےعلم و بے ادب اور نو دولت لوگوں کی حکومت، اغلام بازی، چھپی بازی، مساجد میں کھیل کود، ملاقات کے وقت بجائے سلام، گالی گلوچ بکنا، علومِ شرعیّہ کا کم ہونا، جھوٹ بولنا، دلوں سے امانت و دیانت کا اٹھنا، فاسقوں کا علم سیکھنا، شرم و حیا کا جاتے رہنا، مسلمانوں پر کفّار کا چاروں طرف سے جمع ہو کر ظلم میں اس قدر بڑھ جانا کہ جس سے پناہ لینی مشکل ہو۔ باطل مذاہب، جھوٹی حدیثوں اور بدعتوں کا فروغ پانا ہے۔ جب یہ تمام علامتیں اور آثار ظاہر ہو جائیں تو عیسائی بہت سے ملکوں پر قبضہ کرینگے پھر ایک مدّت کے بعد ملک عرب و شام میں ابو سفیانؓ کی اولاد میں سے ایک شخص پیدا ہو گا جو سادات کو قتل کرے گا اس کا حکم ملک شام و مصر کی اطراف چلے گا۔ اسی اثنا میں بادشاہِ روم کی عیسائیوں کے ایک فرقہ کے ساتھ جنگ اور دوسرے فرقہ سے صلح ہو گی۔ لڑنے والا فرقہ قسطنطنیہ پر قبضہ کر لے گا۔ اور بادشاہِ روم دارالخلافہ کو چھوڑ کر ملک شام میں پہنچ جائے گا اور عیسائیوں کے دوسرے فرقہ کی مدد سے اسلامی فوج ایک خونریز جنگ کے بعد فرقہ مخالف پر فتح پائے گی۔ دشمن کی شکست کے بعد فرقہ موافق میں سے ایک شخص بول اٹھے گا کہ صلیب غالب ہو گئی اور اسی کی برکت کی وجہ سے فتح ہوئی۔ یہ سن کر اسلامی لشکر میں سے ایک شخص اس سے مار پیٹ کرے گا اور کہے گا کہ نہیں، دینِ اسلام غالب ہوا۔ اور اسی وجہ سے فتح نصیب ہوئی۔ یہ دونوں اپنی اپنی قوم کو مدد کے لئے پکاریں گے جس کی وجہ سے فوج میں خانہ جنگی شروع ہو جائیگی۔ بادشاہ اسلام شہید ہو جائے گا، عیسائی ملکِ شام پر قبضہ کر لیں گے۔ اور آپس میں ان دونوں عیسائی قوموں کی صلح ہو جائے گی۔ باقی مسلمان مدینہ منوّرہ چلے آئیں گے۔ عیسائیوں کی حکومت خیبر تک پھیل جائے گی۔ اس وقت مسلمان اس فکر میں ہوں گے کہ امام مہدی کو تلاش کرنا چاہئے تاکہ ان کے ذریعہ سے یہ مصیبتیں دور ہوں اور دشمن کے پنجہ سے نجات ملے۔

حضرت امام مہدی

اس وقت مدینہ منوّرہ میں تشریف فرما ہوں گے مگر اس ڈر سے کہ مبادا لوگ مجھ جیسے ضعیف کو اس عظیم الشان کام کی انجام دہی کی تکلیف دیں مکہ معظمہ چلے جائیں گے۔ اس زمانہ کے اولیاء اور ابدالِ عظّام آپ کو تلاش کریں گے اور جب حضرت امام مہدی رکن یمانی اور مقامِ ابراہیم کے درمیان خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوں گے تو مسلمانوں کی ایک جماعت آپ کو پہچان لے گی اور جبراً و کرہاً آپ سے بیعت کر لے گی۔ اس واقعہ کی علامت یہ ہے کہ اس سے قبل گذشتہ ماہ رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن لگ چکے گا۔ اور بیعت کے وقت آسمان سے یہ ندا آئے گی هٰذَا خَلِيفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِي فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَاَطِيعُوا۔ (ترجمہ۔ یہ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ پس

ان کا حکم سنو اور اطاعت کرو۔ اس آواز کو اس جگہ کے تمام خاص و عام سن لیں گے۔ حضرت امام مہدی سیدؑ اور اولادِ فاطمہ زہراؓ میں سے ہیں۔　　(باقی آئندہ)

بقیہ: درسِ قرآن

زبان کے بھی نگران موجود ہیں۔ اس لفظ کا بھی تمہیں حساب و کتاب دینا پڑے گا۔ جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لمبی حدیث میں فرمایا کہ جو کچھ اپنی زبان سے نکالتے ہیں اس کے بدلے میں لوگ جہنم میں چلے جائیں گے۔ یعنی تلفظ جو زبان سے نکالتے ہیں ہم، جس کو ہم ہوا سمجھتے ہیں، یہ بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں محفوظ ہے۔　　(باقی آئندہ)

بقیہ: صا۱۹ سے آگے

کا عادی ہوں، کوئی دن بھی ایسا نہیں گزرا کہ میں اسے اپنے کاندھے پر نہ اٹھاتا ہوں، اس مشق اور مداومت کا نتیجہ یہ ہوا کہ جیسے جیسے اس کا وزن بڑھتا گیا میری قوت و طاقت بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ اب اگرچہ یہ پورا سانڈ بن چکا ہے، لیکن اُسے اپنے کاندھے پر اٹھا لینے میں مجھے ذرا بھی تکلیف نہیں ہوتی!!"

بقیہ: صا۱۳ سے آگے

خلاف عدل پر نہ لے آئے تم تو عدل کیا کرو یہی تقویٰ کے قریب ہے، لہٰذا ایک بات کو ذہن میں جاکر آیات و احادیث کو اس پر ڈھال لینا کوئی نیک کام نہیں۔

جس خطرہ کی بنا پر ایسا کرنے کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ اس کا انتظام اوپر بیان کر دیا گیا ہے کہ ترمیم اس طرح بھی کرائی جا سکتی ہے۔ اس سے انتظام زیادہ اچھا اور زیادہ مستحکم ہو سکے گا۔ امید کہ ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے گا۔ مقصد تو صحیح مسئلہ ہے نہ کہ ضد۔

کرشن نگر میں مجلس ذکر

۱۶ر ستمبر بروز ہفتہ جامع مسجد ہیرن روڈ، کرشن نگر لاہور میں بعد نماز مغرب حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور مدظلہ العالی مجلس ذکر کرائیں گے اور ذکر کی اہمیت بیان فرمائیں گے۔ قارئین کرام گذشتہ اعلان کی تصحیح فرما لیں۔　　(ادارہ)

انتقالِ پُر ملال

ایبٹ آباد میں رسالہ خدام الدین کے ایجنٹ سید فراغ حسین عرف شاہ صاحب چند دن بیمار رہ کر ۲۸ تاریخ کی شب کو دو بجے انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بہت ہی نیک اور دیندار آدمی تھے۔ ان کی جواں سالی موت پر بے حد رنج ہے۔ مرحوم نے اپنے پیچھے اپنے والدین، ایک چھوٹا نابالغ بھائی ۳ بیویاں ۲ بچیاں چھوڑی ہیں۔ اس صدمہ جانکاہ پر ادارہ خدام الدین مرحوم کے پسماندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین!　　(ادارہ)

دعائے صحت

حضرت حافظ نور خان صاحب اکوال ضلع کیمبلپور والے کافی عرصہ سے بیمار ہیں لہٰذا قارئین کرام کی خدمت میں عرض کی جاتی ہے کہ ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

بچوں کا صفحہ

عمل اور اُس کی فضیلت

رئیس احمد جعفری

کام خزانہ ہے!

حکایت ہے:۔

ایک شخص کا بہت بڑا باغ تھا۔ اسی کی رکھوالی میں وہ اور اس کے بیٹے لگے رہتے تھے بوڑھا جب مرنے لگا تو اس نے اپنے لڑکوں کو بلایا، اور کہا:۔

اس باغ میں بہت بڑا خزانہ ہے میں اب دنیا سے رخصت ہو رہا ہوں، تم جانو اور تمہارا کام، لیکن میری یہ تمنا ضرور ہے کہ تم اس کی تلاش سے غافل نہ ہونا۔ اگر پا گئے، تو زندگی بھر مزے کروگے!

باپ کے مرنے کے بعد لڑکوں نے سارا باغ کھود ڈالا اس سے یہ فائدہ تو ضرور ہوا کہ اس کی پیداوار بڑھ گئی، آمدنی میں اضافہ ہوگیا، لیکن خزانہ نہ ملنا تھا نہ ملا، لڑکے آپس میں کہنے لگے کوئی کونہ تو ہم نے چھوڑا نہیں لیکن وہ خزانہ آخر گیا کہاں؟

ان میں جو سب سے سمجھدار لڑکا تھا اس نے کہا۔

"والد کا مطلب خزانہ سے روپیہ نہیں تھا، بلکہ خود یہ باغ تھا، ہم نے اس کی اچھی طرح رکھوالی کی، تو اُس کی پیداوار اور ہماری آمدنی میں اضافہ ہوگیا، کیا یہ بجائے خود ایک خزانہ نہیں ہے؟ ضرور ہے، کیوں کہ کام ہی تو اصل خزانہ ہے!"

کام کی لذّت

ایک شخص نے اپنے بیٹے کو ایک کارخانہ میں داخل کر دیا اور تاکید کی کہ ہر شام کو جو اجرت ملے وہ لا کر حوالہ کر دے۔

لڑکے کی ماں، جہالت کے ساتھ اپنے بچہ پر جان چھڑکتی تھی اُسے یہ گوارا نہ ہوا کہ اس کا بچہ کارخانے میں کام کرے اور محنت و مشقت کی زندگی بسر کرے اس نے بچہ سے کہہ دیا "تو خوب کھیلا کر میں شام کو اجرت دے دیا کروں گی، تو اپنے باپ کو دے دیا کرنا!"

یہی ہونے لگا!

لڑکا دن بھر اِدھر اُدھر گشت کرتا اور طرح طرح کے کھیل کھیلا کرتا شام ہوتے ہوتے گھر آجاتا، ماں سے مزدوری لیتا اور چپ چاپ جا کر باپ کو دے آتا، باپ اُجرت لے کر زور سے کھڑکی کی طرف پھینک دیتا، گویا اس نے یہ اُجرت ضائع کردی، لیکن آنکھ بچا کر، اسے اپنے پاس رکھ لیتا اور پھر حفاظت و احتیاط کے ساتھ ایک صندوق میں بند کر دیتا!

اسی طرح بہت دن گزر گئے!

یہاں تک کہ ماں کی جمع جتھا ختم ہوگئی اور اس کے پاس ایک پھوٹی کوڑی نہ رہ گئی، ایک روز اس نے اپنے بچہ کو بلایا اور کہا،

بیٹا میرے پاس جو کچھ پونجی تھی وہ بالکل ختم ہوگئی، اب میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے، لہذا بہتر یہ ہے۔ کہ اب تو کارخانہ جایا کر، بغیر اس کے کام نہیں چلے گا!"

باپ کے ڈر سے مجبوراً بیٹے کو ماں کی یہ بات ماننی پڑی اور وہ کارخانے جانے لگا!

دن بھر لڑکے نے کارخانہ میں کام کیا، شام کو اُجرت لے کر آیا۔ اور باپ کو دے دی، باپ نے حسب معمول وہ رقم مٹھی میں لے کر، کھڑکی کی طرف ہاتھ بڑھایا، یہ دیکھ کر وہ لڑکا چیخا "ابا ایسا نہ کیجئے، اسے نہ پھینکئے، یہ رقم میں نے پسینہ بہا کر کمائی ہے، .... میری محنت اکارت نہ کیجئے!"

باپ نے کہا:۔

بیٹے تو نے سچ کہا، جب تک محنت نہ کی جائے کام کی لذّت اور کمائی کی راحت کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا!"

پھر باپ نے، شفقت سے بیٹے کے سر پر ہاتھ پھیرا اور پیار بھرے لہجہ میں اُسے مخاطب کر کے یہ شعر پڑھنے لگا:

لیس الحیات بانفاس نرددہا
ان الحیاۃ، حیات الفکر والعمل

یعنی:۔

زندگی صرف سانس کے آنے جانے کا نام نہیں ہے، اصل زندگی تو فکر اور عمل کی زندگی ہے!

کام میں استقلال

ایک رات ایک دانا حکیم بیٹھا اپنے بیٹوں کو نصیحتیں کر رہا تھا، اور کام (عمل)، کی رغبت دے رہا تھا، باتیں کرتے کرتے اس نے کہا۔

اگر استقلال کے ساتھ کسی کام کا سلسلہ جاری رکھا جائے تو آدمی کی صلاحیت اور قوت درجہ کمال کو پہنچ سکتی ہے جو آدمی استقامت کے ساتھ اپنا کام جاری رکھتا ہے اس کے راستے میں موانع اور مشکلات آتے ہی نہیں!"

پھر باپ نے اپنے دعوے کو ثابت کرنے کے لئے ایک عجیب قصہ بیان کیا!!

کہنے لگا:۔

"پرانے زمانہ میں ایک آدمی تھا، جو ایک شہر سے دوسرے شہر کا چکر لگایا کرتا تھا، اس کے پاس ایک موٹا تازہ بیل تھا اس بیل کو وہ اپنے کاندھے پر لئے گھوما کرتا تھا لوگ اس کی قوت کا یہ کمال دیکھتے تھے اور حیران رہ جاتے تھے۔ وہ سوچا کرتے تھے، اس بلا کی قوت اس معمولی سے شخص میں کہاں سے آگئی ہے؟ یہ کیا کھاتا ہے؟ کہاں سے یہ قوت لایا؛

ایک مرتبہ لوگوں میں سے ایک نے اس کا یہ کمال دیکھ کر پوچھا:

"اتنی زبردست قوت و طاقت تم نے کہاں سے اور کیسے حاصل کر لی؟

وہ بولا:۔

اس بیل کو جب یہ ذرا سا بچھڑا تھا، میں روز اپنے کاندھے پر اٹھانے

(باقی ...)

۱۵ ستمبر ۱۹۶۷ء

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳۹/۶۷۹-۲-DD۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM۲/۴۰-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا